عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۷ | ۱۶تا۲۲/شوال ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۶تا۲۲/اکتوبر ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۳۹

فریب کاری کی قادیانی تکنیک

غلطیوں کا احساس نہ کرنا

اللہ کے راستے میں جانے والی
جماعتوں کو ہدایات

مسلم ممالک کے سربراہوں کی مشترکہ ذمہ داری

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

منت کے روزے

ربانی، جیکب آباد

س:...... میں چار سال پہلے شدید بیمار تھا، اس دوران میں نے ارادہ کرلیا کہ جب میں ٹھیک ہوجاؤں گا تو رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ شوال کے چھ روزے صدقے میں بھی رکھوں گا، لیکن میں رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ پا رہا، کیونکہ اگر میں ایک وقت بھی کچھ کھاؤں پیوں نہیں تو میرا بلڈ پریشر کافی کم ہوجاتا ہے اور خاصی کمزوری ہوجاتی ہے، تو پھر میں شوال کے چھ روزوں کا صدقہ کس طرح ادا کروں؟ کیا کوئی میرا رشتہ دار شوال کے چھ روزے رکھے اور کہے کہ میں آپ کو روزے دیتا ہوں تو کیا میرا صدقہ پورا ہوجائے گا یا کوئی اور طریقہ ہے؟

ج:...... اگر آپ ابھی تک روزے رکھنے کے قابل نہیں ہوئے تو آپ پر نذر اور منت کے روزے واجب نہیں ہوئے، جب آپ روزے رکھنے کے قابل ہوجائیں تب آپ پر شوال کے چھ روزے رکھنا واجب ہوگا۔ منت جس کے ذمہ واجب ہے ادائیگی بھی اس کو کرنا ہوگی، کوئی دوسرا کسی کی جانب سے روزے نہیں رکھ سکتا، اگر کوئی رکھ بھی لے تو واجب ادا نہیں ہوگا۔

نابالغی کا نکاح

محمد فیصل حیات، اسلام آباد

س:...... میرا نکاح نو سال کی عمر میں ایک لڑکی سے ہوا، جس کی عمر اس وقت سات سال تھی، میں اس وقت نابالغ تھا، لڑکی بھی نابالغ تھی، گھر والوں نے دونوں کا نکاح کردیا تھا، لڑکی کی طرف سے نکاح کے کلمات اس کی والدہ نے ادا کئے تھے اور مجھے بھی شعور و سمجھ نہیں تھی، اب دونوں کے گھر والے بڑی عید کے بعد ہماری رخصتی کرنا چاہتے ہیں، آپ بتائیں کہ کیا یہ نکاح جائز اور شریعت کے مطابق ہے؟

ج:...... اگر نابالغ کا نابالغی میں اس کے ولیوں نے حق مہر کے ساتھ دو گواہوں کے سامنے نکاح کردیا تھا تو بالغ ہونے کے بعد اب دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔

س:...... میں اس لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا، اس بارے میں آپ کی

مولانا سعید احمد جلالپوری

کیا رائے ہے؟ اب میری عمر ۱۸ سال ہے اور لڑکی کی عمر ۱۶ سال کے قریب ہے۔ مہربانی فرماکر اس مسئلے کا اسلامی حل تجویز فرمادیں۔

ج:...... میرے عزیز! اگر اس لڑکی میں دینی اور شرعی اعتبار سے کوئی خرابی نہیں ہے اور آپ کے والدین نے آپ کے لئے اس کو منتخب کیا تھا اور نکاح بھی کردیا تھا تو اس معصومہ کو طلاق نہ دیں، اگر بلا عذر شرعی آپ نے طلاق دی تو آپ گناہگار اور مجرم ہوں گے، بعید نہیں کہ اس مظلومہ کی آہ آپ کو زندگی بھر چین نہ لینے دے۔

ناکامی کو نظرِ بد کا ثمرہ کہنا

ارسلان اللہ خان، حیدرآباد

س:...... اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ اس کی ہر ناکامی کے پیچھے نظر بد یا جھڑ ٹوک کا ہاتھ ہے اور وہ آئے دن اس کا تدارک کرتا رہے تو کیا اس کا یہ عمل درست ہوگا؟

ج:...... نظر بد حق ہے مگر ہر ناکامی کو نظر بد کا نتیجہ قرار دینا بھی کچھ صحیح نہیں ہے۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

جلد: ۲۷ — ۱۶تا۲۲/شوال المکرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۶تا۲۲/اکتوبر ۲۰۰۸ء — شمارہ: ۳۹

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیاں	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
مسلم ممالک کے سربراہوں کی مشترکہ ذمہ داری	۷	ابوعاصم
غلطیوں کا احساس نہ کرنا.....	۱۲	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
فریب کاری کی قادیانی تکنیک	۱۵	مولانا زاہد الراشدی
غازی محمد مالک شہیدؒ	۱۸	محمد متین خالد
اللہ کے راستے میں جانے والی جماعتوں کو ہدایات	۲۲	مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

پانچ باتوں کا عہد

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات لے، پس ان پر خود عمل کرے یا کسی کو بتادے جو ان پر عمل کرسکے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں لوں گا۔ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں شمار کیں اور فرمایا:

۱:...اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرو، سب سے بڑے عابد بن جاؤگے۔

۲:...اللہ نے تقسیم کرکے جو حصہ تمہیں دے دیا ہے اس پر راضی ہوجاؤ، سب سے بڑے غنی ہوجاؤگے۔

۳:...ہمسایہ سے حسنِ سلوک کرو، موٴمن بن جاؤگے۔

۴:...لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو، مسلمان بن جاؤگے۔

۵:...زیادہ نہ ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسی سے دل مردہ ہوجاتا ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد واجب العمل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی تکمیل میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ: ''کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات سیکھ لے؟'' مزید اہتمام کے لئے تھا اور واقعی یہ پانچ اُصول جو اس حدیث میں ارشاد ہوئے ہیں بہت ہی قیمتی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے ہی اہتمام سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اور ایک، دو، تین، چار، پانچ تک گن کر ان کی تعلیم دی۔

اور پھر مزید اہتمام کے لئے یہاں تک فرمایا کہ سیکھ تو ہر شخص لے، پھر اگر خدانخواستہ ان پر خود عمل نہ کرسکے تو کسی دوسرے کو بتادے تاکہ وہ اس پر عمل کرسکے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دین اور حکمت کی بات کا سیکھ لینا نفع سے خالی نہیں، کبھی نہ کبھی آدمی کو اس پر عمل کی توفیق ہوہی جاتی ہے، اور نہ بھی ہو تو دوسروں کو بتاکر عمل کے راستے پر ڈال سکتا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ بے عمل آدمی بھی دین کی بات بتاسکتا ہے، دین کی باتوں کو ایسا سمجھنا چاہئے جیسا بیماریوں کے نسخے۔ اب اگر کسی مریض کو اپنی بیماری کا نسخہ تو معلوم ہے مگر اس نسخے کا استعمال نہیں کرتا، یا علاج میں پرہیز سے کام نہیں لیتا تو یہ اس کی محرومی ہے، لیکن وہ دوسرے مریضوں کو نسخہ تو بتاسکتا ہے، اور اگر وہ اس کا صحیح استعمال کرلیں تو ضرور شفایاب ہوں گے، بلکہ ان کو شفایاب دیکھ کر پہلے مریض کی بھی ہمت بڑھے گی اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ جب دوسرے لوگوں کو اس کے بتائے ہوئے نسخے سے شفایابی ہورہی ہے تو وہ کیوں محروم رہے؟ الغرض! عالم بے عمل کی حالت قابلِ افسوس بلکہ قابلِ رحم ہے کہ اسے حکمتِ نبوت کے نسخے معلوم ہیں مگر وہ اس سے محروم ہے، لیکن دوسرے لوگوں کو اس کی بے عملی اور محرومی پر نظر نہیں رکھنی چاہئے، بلکہ اس سے دینی حکمت کی باتیں سیکھ کر ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان باتوں پر خود عمل کرے، یا کسی ایسے شخص کو سکھادے جو اس پر عمل کرسکے۔

۱:...پہلی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ: ''حرام سے بچو، سب سے بڑے عابد بن جاؤگے'' مُلّا علی قاری رحمہ اللہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: ''حرام'' میں وہ چیزیں بھی شامل ہیں جن کا کرنا ممنوع ہے، مثلاً: زنا، چوری، سود، رشوت وغیرہ وغیرہ، اور وہ چیزیں بھی داخل ہیں جن کا چھوڑنا حرام ہے، مثلاً: نماز چھوڑنا، زکوٰۃ چھوڑنا اور روزہ چھوڑنا۔ غرض انسان کے ذمے جو چیزیں فرض یا واجب ہیں ان کا چھوڑنا حرام ہے، اب اس ارشادِ نبوی کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض و واجبات کا پابند ہو، اور اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرتا ہو، بہت سے لوگ نوافل اور مستحبات کا تو بہت اہتمام کرتے ہیں مگر فرائض سے بے پروائی کرتے ہیں، مثلاً: ایک شخص کے ذمے قضا نمازیں ہیں، ان کی ادائیگی کی فکر نہیں کرتا مگر نوافل پڑھ رہا ہے، تہجد اور اشراق تک کی پابندی کر رہا ہے، یا مثلاً: ایک شخص کے ذمے کئی سالوں کی زکوٰۃ فرض ہے یا لوگوں کے قرضے یا غصب کی ہوئی چیزیں اس کے ذمے ہیں، یہ شخص ان کو تو ادا نہیں کرتا مگر نفلی صدقہ و خیرات میں لگا ہوا ہے، مسجد بنا رہا ہے، مدارس کو چندہ دے رہا ہے، رفاہِ عامہ کے کاموں میں روپیہ لگا رہا ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا سخی ہے، بڑا عبادت گزار ہے، مگر درحقیقت یہ نہ سخی ہے، نہ عبادت گزار۔ اگر یہ عبادت گزار ہوتا تو سب سے پہلے ان حقوق و فرائض کو ادا کرتا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمے لگائے تھے، اور جب ان سے فارغ ہوجاتا تب نفلی صدقہ خیرات کرتا۔ فرائض کو چھوڑ دینا اور نفلی عبادات یا مستحبات کی فرائض جیسی پابندی کرنا، اس سے دین میں تحریف پیدا ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو اصل دین قرار دیا تھا ان کی حیثیت ثانوی رہ جاتی ہے، اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں اہم نہیں تھیں ان کو دین و ایمان کا درجہ مل جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ نماز، روزے کے تارک ہیں، زکوٰۃ انہوں نے کبھی نہیں دی، میراث میں لڑکیوں کو حصہ وہ نہیں دیتے، سودی کاروبار سے ان کو پرہیز نہیں، دیگر صریح محرمات کے وہ مرتکب ہیں، معاملات میں جھوٹ، دغا، فریب، سبھی کچھ کرتے ہیں، مگر ہفتے میں ایک خاص دن اور مہینے میں ایک خاص تاریخ کو کھانا کھلانا ان کے نزدیک ایسا ضروری ہے کہ جو شخص اس کا تارک ہو وہ دائرۂ اہلِ حق بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (جاری ہے)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ردِ مرزائیت

مولانا سعید احمد جلال پوری

قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

قادیانی استعمار کا شروع سے وطیرہ رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کو چین وسکون سے نہیں بیٹھنے دیتے، جہاں کہیں کوئی امن وسکون کی فضا ہو، وہاں وہ بدامنی کی آگ سلگا کر دور پرے کھڑے ہوکر مسلمانوں کو اس کا ایندھن بنتا دیکھ کر شادیانے بجاتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تحریکات میں انہوں نے اسی خوئے بد کا مظاہرہ کیا، جس کے نتیجے میں ہزاروں مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بننا پڑا۔ تاہم ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے بعد ایک حد تک ان کی ریشہ دوانیوں میں کمی آگئی تھی، مگر گزشتہ آٹھ سالہ آمرانہ دور میں انہوں نے اپنے حق میں بہت کچھ گراونڈ بنالیا، اب نئی حکومت تشکیل پانے کے بعد وہ ایک بار پھر کھل کر میدان میں آگئے ہیں۔

چنانچہ قومی اخبارات اور میڈیا کی خبروں کا جائزہ لیجئے تو ان کی سرگرمیاں عروج پر نظر آتی ہیں نہ صرف یہی بلکہ ان کی دہشت گردی اور ان کے سرپرستوں کی ہمنوائی روز افزوں ہے۔

بنیادی طور پر قادیانی جماعت کوئی مذہبی یا سیاسی جماعت نہیں، بلکہ مغرب اور عیسائیت کے اشاروں پر ناچنے والی ایک تشدد پسند اور غنڈہ گرد تنظیم ہے، جو دراصل اپنے آقاؤں کے خفیہ پروگرام کی تکمیل میں مصروف ہے۔ اس کا ہمیشہ سے یہ انداز رہا ہے کہ امت مسلمہ کو اشتعال دلانے اور ان کو ذہنی کرب واذیت میں مبتلا کرنے کے لئے ان کی محبوب ومقدس ہستیوں اور ان کے عقائد وایمانیات پر حملہ آور رہتی ہے۔

اسی طرح ان کی یہ چیرہ دستی رہی ہے کہ وہ مسلمانوں اور ان کی مقدس ہستیوں پر حملہ کرکے پس منظر میں چلی جاتی ہے اور ”چور مچائے شور“ کے مصداق مسلمانوں کے انتقام سے بچنے کے لئے حکومت، انتظامیہ، پولیس اور اپنے آقاؤں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں میدان میں لا کھڑا کرتی ہے۔

نہ صرف یہی بلکہ نظری، بصری میڈیا پر اپنی نام نہاد مظلومیت کا اس چالاکی سے ڈھنڈورا پیٹتی ہے کہ ایک سیدھا سادا انسان ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

چنانچہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ قادیانی ہر دس پندرہ سال بعد کوئی نہ کوئی ایسی گھناؤنی حرکت کرتے ہیں کہ وہ نہ صرف موضوع سخن بن جاتے ہیں بلکہ اسلام دشمنوں کو ان کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں پر تنقید کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

دیکھا جائے تو پاکستان اور دوسرے مسلم ممالک میں قادیانیوں کی طرح دوسری بہت ساری اقلیتیں بھی رہتی ہیں، مگر مسلمان ان میں سے کسی کے خلاف صف آرا نہیں ہیں، آخر کیا وجہ ہے کہ مسلمان صرف اور صرف قادیانیوں کے خلاف ہیں؟

اس لئے کہ قادیانی مسلمانوں کی محبوب متاع آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرتے ہیں، آپؐ کو آخری نبی نہیں مانتے۔ قرآن کریم کو آخری کتاب نہیں مانتے۔ اسلام کو آخری دین نہیں مانتے بلکہ وہ نبی آخر الزماں کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی، قرآن کی جگہ مرزا کی وحی تذکرہ کو اللہ کی کتاب، اسلام کی جگہ مرزا قادیانی کی ہفوات کو دین و مذہب مانتے ہیں، حضرات صحابہ کرامؓ کی جگہ مرزا کے دیکھنے اور اس پر ایمان لانے والوں کو وہ صحابی، مرزا کی بیوی کو ام المومنین، مرزا کی مسجد کو مسجد حرام و مسجد نبوی سے افضل مانتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن اور اسلام پر ایمان لانے کو باعث نجات نہیں سمجھتے نہ صرف یہ بلکہ وہ مسلمانوں میں اس کی تبلیغ کرتے ہیں، جب مسلمانوں کے سامنے ان کے دین، ایمان، مذہب، ان کے قرآن اور نبی کو اس طرح گھٹا کر اور مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے تو کون ایسا بے غیرت مسلمان ہوگا جو اس کو برداشت کرے گا؟ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ سے ان کو لگام دینے کا مطالبہ کرتے آئے ہیں، مگر افسوس کہ بیوروکریسی اور مغرب ان کے اس مطالبہ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔

قادیانی لابی کی انہیں بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں، پر تشدد کارروائیوں اور بربریت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ گزشتہ دنوں ننکانہ صاحب میں قادیانی غنڈوں نے شعائر اسلام کی توہین کی جب ان کے خلاف توہین رسالت اور ۲۹۵-سی کا مقدمہ درج کرایا گیا تو ان کے جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی اور انہوں نے حسب معمول ایک عاشق رسول اور استغاثہ کے مدعی محمد مالک کو شہید کر دیا۔

یہ اور اس قسم کے دسیوں واقعات روزمرہ کا معمول بنتے جا رہے ہیں، ایسے ہی حالات سے مجبور ہو کر بعض علاقوں میں جب مسلمان مشتعل ہو جاتے ہیں اور قادیانی، مسلمانوں کے انتقام کا نشانہ بنتے ہیں تو پوری اسلام دشمن قوتیں حتی کہ امریکا و برطانیہ کے کاسہ لیس اور قادیانیت نواز نام نہاد مسلمان بھی چیخ اٹھتے ہیں کہ پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، سوال یہ ہے کہ انہیں قادیانی غنڈہ گردی کیوں نظر نہیں آتی؟ اور مسلمانوں کے خلاف ان کی جارحانہ سرگرمیاں اور شعائر اسلام کی توہین و تنقیص ان کی نگاہوں سے کیوں اوجھل ہو جاتی ہیں؟ اگر یہود و نصاریٰ اور دوسرے اسلام دشمن، اسلام اور پیغمبر اسلام کی بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کی ہمنوائی کریں تو سمجھ میں آتا ہے کیونکہ وہ اسلام دشمن ہیں۔

حیرت تو ان لوگوں پر ہوتی ہے کہ جو اپنے آپ کو مسلمان اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی باور کراتے ہیں، مگر بایں ہمہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کا ساتھ دیتے ہیں، کیا کہا جائے یہ لوگ مسلمان ہیں؟ یا ان کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے؟ یا آپؐ کے ساتھ ان کی محبت و عقیدت ہے؟ کیا ان لوگوں کو اس کا ڈر نہیں کہ کل قیامت کے دن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟ اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں گے؟ کیا اس بات کا امکان نہیں کہ ایسے لوگوں کو یہ کہہ دیا جائے کہ ان کے پاس جاؤ جن کی میرے مقابلہ میں حمایت و معاونت کیا کرتے تھے؟ ایسے نام نہاد مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ کل قیامت کے دن دو کیمپ ہوں گے، ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دوسرا آپ ﷺ کے باغیوں کا، وہ خود ہی اس کا فیصلہ فرما دیں کہ وہ کس کیمپ میں جانا چاہتے ہیں؟ اور اپنا وزن کس پلڑے میں ڈالنا چاہتے ہیں؟؟؟

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مُسلم ممالک کے سربراہ ہی مُشترکہ غدّار

ابو عاصم

انسانیت میں جب بھی خرابی فساد یا خون خرابہ برپا ہوتا ہے تو یہ زیادہ تر ہوس کے تین راستوں سے اس میں سرایت کرتا ہے اور پھر کینسر کے مرض کی طرح پھیلتا چلا جاتا ہے، یہ زر، زن اور زمین ہیں۔ جب تک آدمی ان تینوں کو ان کی حد تک محدود رکھتا ہے تو انسان رہتا ہے، جب حد سے گرتا ہے تو تارک الدنیا راہب، تن یا جوگی بن جاتا ہے، اور جب حد سے بڑھ کر حرص و ہوس میں داخل ہوتا ہے تو پہلے حیوان نما انسان پھر درندہ بن جاتا ہے۔

یہ درندگی نہیں تو پھر کیا ہے کہ ایک بھوک و افلاس کی ماری قوم جس میں حق کا کوئی وجود نہ ہو، ظلم و ستم کی انتہا ہو، انصاف کا مول تول ہوتا ہو، لاکھوں انسان پیٹ کی آگ بجھانے سے بھی قاصر ہوں، ماسٹرز کی ڈگریاں لئے نوجوان چپڑاسی کی نوکری بھی حاصل نہ کر پاتے ہوں، لاکھوں لڑکیاں، جہیز کا انتظام نہ ہو سکنے کے باعث سر کے بال سفید کر بیٹھی ہوں، ہزاروں انسان اپنی تنگدستی کی وجہ سے خودکشیاں کر رہے ہوں، عورتیں اپنے لخت جگر فروخت کرنے پر آمادہ ہوں، مرد اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بھوک سے بچانے کے لئے جان سے مار دینے کو تیار ہوں، ایک موبائل فون کی خاطر انسان کتے کی موت مار دیا جاتا ہو، وہاں حکمران طبقہ قوم کو کھربوں روپے کا نقصان پہنچائے۔

پھر یہ حال صرف ہمارے ہی ملک کا نہیں ہے بلکہ غریب عوام کا یہ استحصال، حکمرانوں کی عیاشیاں بداعمالیوں اور مظالم ساری دنیا میں ایک لعنت بن چکی ہیں۔ مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کم و بیش ہر طرف یہی حال ہے۔ بعض واقعات منظر عام پر آجاتے ہیں جبکہ بیشتر پر پردہ پڑا رہتا ہے، حال ہی میں امریکا جیسے ترقی یافتہ ملک کے چند امراء کا اپنی ملکی معیشت کو ٹیکس چوری کے ذریعہ سو ارب ڈالر نقصان پہنچانے کا انکشاف ہوا ہے، ایک طرف ساری دنیا کے غریب عوام کی غربت کا گراف نیچے گرتا جا رہا ہے، دوسری طرف حکمرانوں اور امراء کی امارت کا گراف بلند ہوتا جا رہا ہے اور دونوں کا فاصلہ انتہائی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے، یہ تو ہے ان ممالک کے حکمرانوں اور ان کی عوام کا حال، دوسری طرف دنیا کی عیار مکار مٹھی بھر سود خور قوم ہمیشہ کی طرح اس سے بھی آگے بڑھ کر مستقبل کی پلاننگ میں مصروف ہے تاکہ اجارہ داری کے ذریعہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی آڑ میں دنیا کی ہر قوم کو لوٹا جا سکے۔ ۱۹/ جولائی ۲۰۰۸ء کو اخبارات میں خبر چھپی:

"امریکی کانگریس کی اسپیکر نے
بش کو ناکام شخص قرار دے دیا
واشنگٹن (این این آئی) . . .
امریکی کانگریس کی اسپیکر نینسی پلوسی نے تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور صدر بش کی پالیسیوں کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کہا کہ آخر بش تیل کمپنیوں کو امریکا میں تیل دریافت کرنے کی اجازت کیوں نہیں دے رہے۔ پلوسی نے کہا کہ اگر امریکا اپنے تیل کا دس فیصد بھی مارکیٹ میں لے آئے تو تیل کی قیمتیں کم ہو جائیں گے اور امریکا ایک بار پھر عالمی منڈی سے سستے داموں تیل خرید سکے گا۔"

بھولی پلوسی کو اب کیا سمجھ کہ سود خور جو تشیع ں نے نہ معلوم بش کو کیا پٹی پڑھائی ہو کہ آج سو ڈیڑھ سو ڈالر فی بیرل تیل خرید کر کام چلا لو، کل بمعہ سود وصول لینا۔ جب او آئی سی کا تیل نکل جائے، ان کا انفرا اسٹرکچر مکمل ہو جائے، پھر ہم دکھائیں گے تیل اور تیل کی دھار۔" پانچ سو ڈالر فی بیرل لینا ہو تو لو ورنہ راستہ ناپو۔"

پھر جس کو چاہیں گے دیں گے جس کو چاہیں گے نہیں دیں گے۔ کوئی سسٹم بھی رائج کیا جاسکتا ہے، مختلف ممالک کا کوٹہ مختلف، اب سائیکل پر رکھ کر تو میزائل چلایا نہیں جائے گا کہ بادبانی کشتی کی طرح مقام تک پہنچ جائے، آج او آئی سی کو نچوڑ کر تیل نکالنے والے تو بہت ہیں کل ہمیں چین، جاپان اور نیٹو سمیت کون نچوڑنے کی ہمت کرے گا؟ اس لئے ابھی تیل کمپنیوں کو امریکا میں تیل نکالنے کی اجازت مت دو اور وقت کا انتظار کرو۔

یہ باتیں تو غیر تخلیاتی کہانی ہے ورنہ زمین میں تیل پیدا کرنا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ پانی کی طرح جہاں جتنا چاہے نکال دے اور جہاں سے چاہے غائب کردے، ہوسکتا ہے کہ امریکا کا تیل نیچے ہی نیچے کہیں اور پہنچ جائے اور وہاں تک ان کی رسائی عرب ممالک کی طرح آسان ثابت نہ ہو۔

موجودہ حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا زر پرستی اور اجارہ داری کے نت نئے طریقے اور نئی نئی پلاننگ میں اس وقت انتہائی تیزی سے اپنے قدیم اور ظالمانہ راستے پر دوڑ رہی ہے، چھٹی صدی عیسوی کی طرح انتہائی پستی میں گرنے کے بالکل قریب ہے کہ جب اسلام نے آکر اسے سنبھالا دیا تھا، دولت کمانے اور خرچ کرنے کی زرین اصول سمجھائے تھے، جس سے دنیا تاریکی سے نکل کر انسانیت کی روشنی میں پہنچ گئی تھی۔

آج بھی اسلام ہی وہ واحد مذہب اور مکمل ضابطۂ حیات ہے جسے رائج کرکے دنیا کو اس دلدل سے نکالا جاسکتا ہے، مگر یہ بات دنیا کو سمجھائی کیسے جائے؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو ہم صدیوں سے چھوڑ بیٹھے جو ہماری منصبی ذمہ داری تھی، جس کے لئے اس امت کو نکالا گیا تھا۔ ہمارے علمائے کرام صد قابل تحسین ہیں کہ جنہوں نے ہمیشہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دین زندہ رکھا اور ہم تک منتقل کیا، ورنہ دوسرے مذاہب کی طرح یہ بھی آدھا تیتر آدھا بٹیر بن چکا ہوتا، پھر ہماری نماز جنازہ تک پڑھانے والا بھی کوئی نہ ملتا اور ہمیں بھی آگ میں جلا دیا جاتا یا تابوت میں بند کرکے زمین میں گاڑ دیا جاتا، یہی وجہ ہے کہ آج دشمنوں کی ساری طاقت مدارس مساجد اور خانقاہوں ہی کو ختم کرنے میں صرف ہورہی ہے اور بہت سے مادہ پرست دین سے واقف آخرت سے بے خوف مسلمان بھی دشمن کی چالوں کو سمجھے بغیر ان کے ہم رکاب بنے ہوئے ہیں تاکہ اس دین کو بھی دوسرے ادیان کی طرح معجون مرکب بنادیں اور وہ دنیا میں اپنی مرضی کے کھیل کھیلنے کے لئے آزاد ہوں۔

زن کے بارے میں حسن ظن تو جاہل معاشروں میں کبھی بھی نہیں رہا، دنیا میں پہلے انسان کے قتل کا سبب بھی ایک عورت ہی بنی تھی، جہالت کے ہر دور میں اسے صرف اپنی شہوتیں پوری کرنے اور خادمہ کے طور پر رکھنے کا رواج رہا۔ اسلام سے پہلے چھٹی صدی عیسوی کے انتہائی تاریک دور کی دو بڑی سلطنتوں روم و فارس میں عورت پبلک پراپرٹی بن چکی تھی جسے ہر کوئی ہر وقت استعمال کرسکتا تھا، یہاں تک کہ اس معاملہ میں بہن اور بیٹی کی بھی تمیز باقی نہ رہ گئی تھی، لوگوں نے اپنی عیاشیوں کی خاطر شادی کرنا چھوڑ دی تھی تاکہ ازدواجی زندگی کے بندھن ان کی آزادی میں مخل نہ ہوں، نہ بچوں کو اپنے باپ کا علم ہوتا تھا نہ باپ کو اپنے بچوں کا۔

اسلام نے آکر عورت کو عزت کا مقام دیا، ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے مقدس رشتوں میں باندھا، ان کے حقوق متعین کئے، پردے کا حکم جاری کیا تاکہ کوئی شخص ان پر بوالہوسی کی نظر ہی نہ ڈال سکے، مگر آج وہ پھر صرف مردوں کے دل بہلاوے کا ذریعہ بن گئی، آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے نام پر پھر اسے رُسوا کیا جارہا ہے۔

مغربی ممالک میں تو ازدواجی زندگی دوبارہ اپنے انحطاط کے آخری نقطہ پر پہنچ چکی ہے اور ہم یہ سفر تیزی سے طے کررہے ہیں، مرد و عورت بغیر شادی کئے ایک دوسرے کے ساتھ ساری زندگی گزار سکتے ہیں اور بعض جگہ عورت، عورت کے ساتھ اور مرد، مرد کے ساتھ شادی کرسکتا ہے بلکہ اب بعض جگہوں پر لباس فطرت میں گھومنے کے حقوق بھی آزادی کے نام پر مانگے جارہے ہیں، مقصد یہ ہے کہ عورت کو واپس اسی مقام پر پہنچادیا جائے، جہاں سے اسلام نے اسے اٹھایا تھا۔

اٹھارویں صدی عیسوی سے دوسری عالمی جنگ تک یورپ میں عورت کو چارے کے طور پر بھی استعمال کرنے کا طریقہ رائج تھا، انتہائی حسین لڑکیوں کو منتخب کرکے اور انہیں ضروری ٹریننگ دے کر دشمن ملک میں داخل کیا جاتا جہاں وہ مخصوص حکمرانوں، وزراء، امراء یا فوجی افسروں پر اپنی خوبصورتی کا جال پھینکتیں اور جب شکار پھنس جاتا تو تخلیئے میں شراب کے نشے میں دھت شکار سے اہم راز اگلواتیں اور اپنے سرپرستوں تک پہنچواتیں اور بسا اوقات ان سے اپنی مرضی کے فیصلے صادر کروانے میں بھی کامیاب ہوجاتیں، پھر بھید کھل جانے پر انہیں بدترین سزائیں بھی بھگتنا پڑتیں، کیا پتا یہ کھیل اب بھی کہیں کہیں کھیلا جارہا ہو۔ غرض یہ کہ عورت کا استحصال ہر جہالت کے زمانے میں رائج رہا۔

عشق و معاشقہ اور رنگ رلیوں میں مشغول دنیا کے تقریباً ہر خطے کے بہت سے حکمرانوں، امراء، وزراء کے راز تو اب فاش ہوکر تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ جنرل یحییٰ خان اور پھر ہماری پچھلی حکومت میں ایک مشہور نائیکہ نے جب تب

ضد پر بہت سے راز دل سے پردہ اٹھانے کا ارادہ کیا تو اس وقت کے وزیر اعظم سے منت سماجت کر کے صاحب اقتدار لوگوں نے اس کی زبان بند کرادی، یہ سب خبریں اخبارات کی زینت بن چکی ہیں، دنیا کے سارے ممالک میں آج کم و بیش یہی حالت ہیں، یہاں تک کہ امریکا جیسے ملک کے سابق صدر بل کلنٹن کا معاشقہ ایک حسینہ کے ساتھ میڈیا پر اس قدر مشہور ہوا کہ دنیا نے امریکی صدر کو میڈیا کے سامنے آنسو بہاتے دیکھا، اب نہ معلوم یہ آنسو ندامت کے تھے یا بے بسی کے، بڑی مشکل سے وہ اپنی حیثیت اور ازدواجی بندھن قائم رکھنے میں کامیاب ہوئے، ان کے بعد اب صدر بش کے بارے میں بھی ان کے اقتدار کے آخری مہینوں میں افواہیں پھیلنا شروع ہوگئی ہیں، اٹلی کے ایک اخبار نے تو پیشنگوئی بھی کردی ہے کہ صدارتی انتخابات کے بعد بش اور لارا بش میں طلاق ہوجائے گی۔ خبر کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

”اٹلی کے اخبار لاری پبلیکا نے امریکا کے نیشنل انگزامیز ٹیبلوائیڈ کے حوالے سے لکھا ہے کہ امریکی ٹیبلوائیڈ اخبارات گزشتہ کئی روز سے امریکی صدر کی گھریلو ناچاقیوں کی افواہیں پھیلا رہے ہیں اور تازہ خبر جو پھیلائی گئی وہ یہ ہے کہ نومبر کے بعد لارا بش اور جارج بش کے درمیان علیحدگی ہوجائے گی۔ ایک اخبار کے مطابق جارج اور لارا بش اکثر اوقات بات بات پر جھگڑتے ہیں۔ صدر بش انتہائی پریشان ہیں اور نہیں چاہتے کہ لارا انہیں چھوڑ کر جائے۔ اخبار کے مطابق اس ممکنہ طلاق کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ صدر بش کا اپنی وزیر خارجہ کے ساتھ افیئر چل رہا ہے۔ اخبار کے مطابق دونوں کے درمیان افیئر کی خبریں دو سال قبل اخبارات کی زینت بننا شروع ہوئی تھیں اور اب یہ اسکینڈل بن کر ابھر رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ لارا، بش سے طلاق کی خواہاں ہیں۔“

ہمارے لئے تو خیر یہ بات بالکل غیر اہم ہے کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط کیونکہ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے اور یہ امریکی عوام کا کام ہے کہ وہ تحقیق کریں کہ اب ان کے صدر کے آخری دور میں جو اس قسم کے میڈیا ”میزائل“ استعمال ہونا شروع ہوچکے ہیں، ان کے پیچھے کون سے عوامل اور مقاصد کارفرما ہیں۔ اصل فکر تو اس خبر سے مادام اوباما کو لاحق ہوگئی ہوگی کہ صدر بننے کے بعد وہ اپنے شوہر کی کس طرح حفاظت کریں کہ مستقبل کا مورخ انہیں پاکدامن اور انصاف پسند صدر کی حیثیت سے ذکر کرے، یہ جب ہی ہوگا جب وہ ”میڈیا کوف“ سے بچنے کے لئے کوئی اور جدید ڈیفنس شیلڈ استعمال کریں تاکہ وہ دنیا کی قیادت بغیر کسی بیرونی دباؤ کے حق و انصاف کی بنیاد پر کرسکیں چاہے انہیں کینیڈی جیسے صدر کی طرح جان کی قربان ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ دنیا میں انسانیت جو مستقل پوری صدی سے ڈر، خوف و نفرت کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے کچھ سکھ کا سانس لے سکے اور مستقبل میں انہیں اور امریکی قوم کو جرمن نازیوں سے نسبت نہ دی جاسکے۔

زمین کی ہوس کا حال تو آج سب ہی کے سامنے ہے، چھوٹے پیمانے پر ہو تو لینڈ مافیا کی حیوانیت کہلاتی ہے، ان کا تو بس نہیں چلتا کہ قبرستانوں پر بھی قبضہ کرکے اپنے محلات یا فیکٹریاں قائم کرلیں، بڑے پیمانے پر ہو تو اتحادی افواج یا کولیزن فورسز کی دیوانگی کہلاتی ہے اور دنیا پر حکومت کرنے کا ارادہ ہو تو نازیوں جیسا پاگل پن کہلاتا ہے اور ایسی قوم کا جرمنی کی طرح کا حشر ہوجاتا ہے، یہ اپنے مفادی کی خاطر دنیا کے کسی بھی بزدل یا کمزور ملک پر قبضہ جما سکتی ہیں، اسی زمینی ہوس کی خاطر پچھلی پوری صدی میں دنیا نے انسانیت کی وہ تباہ کاریاں دیکھیں جن کی کوئی مثال ماضی کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ پورا یورپ، امریکا، روس اور جاپان آپس میں ایک دوسرے کو مٹانے اور اس پر قبضہ جمانے کی کوششوں میں مصروف تھے، ہر طرف آگ اور خون کی برسات تھی، یہاں تک کہ جاپان کے دو شہروں نے وہ لرزہ خیز مناظر دیکھے جن سے آنے والی قیامت کے ہولناک منظر ذہن میں گھومنے لگے۔ یہ صرف چھ عشرے پہلے کی بات ہے زیادہ پرانی نہیں ہے، پھر دنیا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھنے والے جرمنی کے ہٹلر کے پستول کا رخ اس کی اپنی ہی کنپٹی کی طرف پھر گیا۔

ایک طرف یہ خون خرابہ جاری تھا، دوسری طرف انتہائی عیاری اور مکاری سے بہت سے مغربی ممالک نے برصغیر سمیت دنیا کے بہت سے ملکوں پر براہ راست قبضہ جمالیا اور ان کے وسائل کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کردیا تاکہ جنگ کے اخراجات پورے کئے جاسکیں، مگر دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر مفتوحہ ممالک میں آزادی کی لہریں اٹھنا شروع ہوئیں، خوب خون خرابہ ہوا مگر کوئی بھی ملک طاقت کے بل بوتے پر کسی دوسرے ملک پر قبضہ برقرار نہ رکھ سکا اور سب مقبوضہ ممالک ایک ایک کرکے آزاد ہوتے چلے گئے۔ برطانیہ بھاگتے بھاگتے انڈیا اور پاکستان کے درمیان مقبوضہ کشمیر اور عربوں کے درمیان اسرائیل کی شکل میں فساد کا بیج بو گیا، اس ناکام تجربے کے بعد فتنہ پرور مادہ پرست قوم نے جسے اسرائیل کی شکل میں زمین پر ایک ٹکڑا مل گیا تھا، یورپ کے بجائے امریکا میں پنجے گاڑنے

شروع کئے، جب وہ کسی حد تک اس میں کامیاب ہوگیا تو آہستہ آہستہ تیل سے مالا مال علاقوں پر قبضہ جمانے کی پلاننگ میں مصروف ہوگیا تاکہ ساری دنیا کی معیشت اس کے قبضہ میں آجائے، پالیسی یہ وضع کی کہ کسی بھی ملک پر قبضہ کرکے اپنے ملک کا حکمران مت بٹھاؤ بلکہ اسی ملک میں اپنا باجگزار نوری المالکی یا کرزئی جیسا حکمران تلاش کرکے بٹھا دیا جائے جو اپنی قوم کو خود ہی کچلے اور اپنے آقا کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم بھی کرے، اسی طرح جیسے انگریز نے بنگال میں میر جعفر اور دکن میں میر صادق بٹھایا تھا۔

اس دوران دنیا میں ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک سویت یونین کی سربراہی میں اشتراکیت اور امریکی سربراہی میں سرمایہ دارانہ حلقوں میں بٹ گئے، ہٹلر کا جرمنی آدھا آدھا بانٹ لیا گیا، ان دونوں میں پھر جنگ شروع ہوئی جسے سرد جنگ کا نام دیا گیا، ساتھ ہی ہندوستان اور پاکستان کو مقبوضہ کشمیر کے مسئلہ میں اور عربوں کو اسرائیل کے مسئلہ میں کبھی سرد کبھی گرم جنگ میں الجھا دیا گیا تاکہ ان کا پرانا اسلحہ فروخت ہوتا رہے۔ اقوام متحدہ جو کبھی اقوام عالم کو حقوق دلوانے کے لئے وجود میں آئی تھی جب بھی مسلمانوں کے حق میں کوئی فیصلہ کرتی تو اسرائیل، امریکا کی مدد سے اور ہندوستان، روس کی مدد سے اسے ویٹو کروا دیتے یا اسے التوا میں ڈلوا دیتے، اس طرح یہ ادارہ پانچ بڑوں کی داشتہ بن کر رہ گیا اور ابھی تک مسلمان سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس مردہ گائے سے دودھ نکلنے کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔

اس وقت دنیا کے مہذب اور ترقی یافتہ کہلانے والے ملکوں کی مثال ایسی تھی کہ جیسے کوئی کتا دوسرے کتوں کے علاقہ میں داخل ہوجائے تو وہ اس سے لپٹ جاتے ہیں اور اپنی حدود سے نکال کر ہی دم لیتے ہیں۔ امریکا ویت نام میں داخل ہوا تو اسے انتہائی ذلت اور بھاری جانی و مالی نقصان کے ساتھ نکلنا پڑا۔ روس گرم پانی تک رسائی حاصل کرنے کے لئے افغانستان میں داخل ہوا تو اسے زخم چاٹتے ہوئے واپس بھاگنا پڑا۔ اس موقع پر سود خوروں ہی کی فطری شیطانی تدابیر کام آئیں اور ورلڈ بینک، آئی ایم ایف، ملٹی نیشنل کمپنیوں جیسے ادارے وجود میں لائے گئے جن کے ذریعہ دنیا کو معاشی طور پر بدحال کرنے کا پلان ترتیب دیا گیا تھوڑے ہی عرصہ میں کئی ممالک ان کی زد میں آگئے۔ سویت یونین ٹوٹ کر بکھر گیا اور برطانیہ جیسے ملک کو بھی نہ صرف اتحادی بنے رہنے ہی میں عافیت نظر آئی بلکہ یورپی یونین بنا کے سارے یورپ کو ان کے اختیار میں دے دیا۔

پاکستان جیسے ملک کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جمہوریت کے سراب میں کسی بھی طرح لٹیروں کی ہی حکومت قائم رکھیں جو ان سے قرض لے لے کر بیرون ملک اپنی جاگیریں بڑھانے میں مگن رہیں اور قوم کو ننگا بھوکا رکھیں تاکہ جب تک وہ چاہیں گیس، بجلی، پیٹرول اور گندم وغیرہ پر سبسڈی برقرار رکھ کر قوم کو سانس لینے کا موقع دیں پھر جب چاہیں اسے ختم کروا کے انہیں تڑپنے کے لئے چھوڑ دیں اور ہر آنے والا جانے والے کو موردِ الزام ٹھہراتے ہوئے خود عوام کو لوٹتا اور بے وقوف بناتا رہے۔ پرائیویٹائزیشن کے ذریعہ ان کے اثاثے بھی ان کی لوٹ مار کا شکار کروا دیں تاکہ ان کی نسلیں بھی یہ قرض ادا کرنے کے قابل نہ رہیں۔ انہیں کے ذریعہ ان کی پروڈکٹس کو اسمگل کرواؤ تاکہ جب یہ کشکول لے کر بھکاری کی طرح ہمارے پاس آئیں تو ہم چند ٹکے یا اناج ان کی جھولی میں ڈال کر سرخ رو ہوجائیں۔ یہ یہود کی وہ فطری اور نسلی خصوصیات ہیں جن سے اس نے ہمیشہ کی طرح اس صدی میں بھی بے انتہا فائدہ اٹھایا۔ عرب ممالک کے پاس چونکہ تیل کی دولت تھی اس لئے "میڈیا میزائل" کے ذریعہ انہیں ایران سے اور کبھی آپس میں لڑوا کر مادی اور معاشی طور پر کمزور کردیا، تیل سے زیادہ قیمتی ہتھیار دونوں کو بیچے جاتے جس سے بے تحاشہ منافع بھی حاصل ہوتا۔

غرض یہ کہ مسلمان کٹھ پتلیوں کی طرح دشمن کے اشاروں پر ناچتے رہے اور اس دوران اسرائیل، امریکا کا خون چوس چوس کر اتنا طاقتور بن گیا کہ شاید معاشی اور اسلحہ کے لحاظ سے امریکا کے بعد نمبر ایک ہے اور اب وہ یورپ کو بھی جب چاہتا ہے آنکھیں دکھاتا ہے، غراتا ہے اور وہ دبک جاتے ہیں، امریکا کے صدور بھی اس کی عیاری اور مکاری کا شکار ہوکر بلیک میل ہونا شروع ہوگئے۔

سویت یونین کے بکھرنے کے بعد اسرائیل کو صرف مسلمان ہی نظر آئے جو اب دنیا پر اس کی حکمرانی کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے تھے، پھر انہوں نے بش سے صلیبی جنگ کا نعرہ لگوا کر انتہائی خطرناک گیم پلان ترتیب دیا، یورپ بھی اس کے جھانسے میں آگیا، پہلے عراق پھر افغانستان پر قبضہ کرکے اب پاکستان، ایران اور شام کو آنکھیں دکھائی جارہی ہیں، باقی مسلمان حکومتیں یا تو پہلے ہی دن سے ان کی باجگزار ہیں یا آپس کے بغض و عناد اور دولت کے نشے میں کوئی قابل ذکر اور فیصلہ کن کردار ادا کرنا ہی نہیں چاہتے اور تیل کی دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود شتر مرغ کی طرح سر ریت میں دبا کر سمجھ رہے ہیں کہ وہ محفوظ ہیں، اگر کوئی مسلمان حکمران جوش ایمانی میں کبھی مسلمانوں میں یکجہتی کی تحریک چلانا شروع کرتا ہے تو اس کا حشر شاہ فیصل، ذوالفقار علی بھٹو یا ضیاء الحق مرحومین جیسا کردیا جاتا ہے اور مسلمان عوام وہ تو بے چارے ان سب سازشوں سے ایسے ہی لاعلم ہیں جیسے باقی دنیا کے انسان اسلام کے

بارے میں لاعلم ہیں۔

یہ بات کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہی کہ یہود نے بش سے صلیبی جنگ کا نعرہ لگوا کر عیسائی اور مسلمان دونوں کو بیوقوف بنا کر اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی ہے، اگر یہ صلیبی جنگ ہے تو تقریباً ساٹھ سال پہلے والی عالمی جنگ کیا تھی، جس میں یورپی ممالک کو آپس میں لڑوا دیا گیا، جس میں روس اور جاپان بھی شامل تھے پھر ابھی چند سال پہلے سرد جنگ کون سی صلیبی جنگ تھی جو اشتراکیوں کے خلاف لڑی گئی؟ امریکا اور یورپ کو تو اسرائیل نے انسانی ڈھال بنایا ہوا ہے تاکہ جو بھی تھوڑا بہت نقصان پہنچے وہ انہیں دونوں کو پہنچے اور ان کا بال بھی بیکا نہ ہو، میرے خیال میں تو نہ یہ صلیبی جنگ ہے نہ دہشت گردی کے خلاف بلکہ یہ زر، زن اور زمین کی جنگ ہے جو پچھلی ایک صدی سے یہود نے جاری کی ہوئی ہے اور اس طرح کی جنگ یہود تو قدیم زمانے سے ایسی ہی مکاریوں سے لڑتے چلے آئے ہیں۔

بہر حال او آئی سی، عرب لیگ، جی سی سی کے لئے شاید یہ آخری موقع ہے کہ مشترکہ دشمن کو یہ واضح پیغام دے دیں کہ تمہاری تمام تر سازشوں کے باوجود ہم تمہارے لئے تر نوالہ ثابت نہ ہوں گے اور اگر اب کسی اسلامی ملک پر حملہ ہوا تو دنیا کے دو ارب مسلمانوں کا پورے وسائل کے ساتھ رخ اسرائیل کی طرف ہوگا اور وہ اسے تہس نہس کردیں گے، نتیجہ پھر چاہے دنیا کی تباہی کی شکل میں ہی کیوں نہ نکلے، پھر دیکھیں یہ جھاگ کیسے بیٹھتا ہے کیونکہ یہودی صرف ایک چیز سے ہی خوف کھاتے ہیں اور وہ ہے موت کا خوف، ہم مسلمان موت سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی تمہارے میزائیلوں اور بموں سے ڈرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایران کو اب تک صرف ڈرایا جا رہا ہے مگر ان کی آگے بڑھنے کی ہمت نہیں پڑ رہی ہے۔ مسلمان کا ایمان اللہ پر اور یہودیوں کا ایمان مال و دولت پر ہے، سب لوگوں کو اس کا ادراک ہونا چاہئے۔

اس کے علاوہ دنیا بھر کے انسانوں کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ وہ مستند ذریعہ یعنی قرآن شریف پڑھ کر خود فیصلہ کریں کہ اسلامی تعلیمات آخر ہیں کیا؟ اسلامی اسکالرز سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں، انہیں سمجھانا ہوگا کہ اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں، یہ تو صلہ رحمی اور ایثار و برداشت سکھانے والا مذہب ہے جو ہر غیر مسلم سے بھی محبت کرنے کا درس دیتا ہے تاکہ وہ حق قبول کرے اور دوزخ کی آگ سے بچ جائے، انہیں جہاد اور دہشت گردی میں فرق سمجھانا چاہئے، انہیں بتانا چاہئے کہ ہم خود دہشت گردی کا شکار ہیں اور دہشت گرد ہمارے علماء کرام، سیاست دانوں اور مسلمانوں کو بے گناہ شہید کر رہے ہیں، انہیں سمجھانا ہوگا کہ جو آدمی بھی کلمہ پڑھے بغیر اور اس پر ایمان لائے بغیر مرتا ہے تو ہمیشہ کے لئے آگ میں گر جاتا ہے، انہیں قبر اور حشر کے عذاب اور جنت و دوزخ کی تفصیلات سمجھانا ہوں گی، انہیں بتانا پڑے گا کہ آج سماوی کتب میں صرف قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ہے جو بغیر کسی تحریف یا ترمیم کے اپنی اصل حالت میں موجود ہے، دنیا میں پھیلے کروڑوں حفاظ کرام سے قرآن مجید بغیر کسی ردو بدل کے ایک جیسا سنائیں گے کیا یہ قرآن کریم کا معجزہ نہیں؟ پروپیگنڈے پر مت جاؤ، حقیقت کو سمجھو، باقی سارے ادیان تو ردو بدل کی وجہ سے اپنی حقیقت کھو کر نظریاتی شکل اختیار کرچکے ہیں، اسلام اپنی تمام تر جزویات کے ساتھ ابھی تک محفوظ ہے اور جس طرح چھٹی صدی عیسوی میں اسلام نے ہی انسانیت کو انتہائی گمراہی اور پستی سے نکال کر حق و انصاف اور اعتدال کی راہ دکھائی تھی اور جس سے بیشتر یورپی ممالک نے بھی رہنمائی حاصل کی تھی، آج بھی سسکتی بلکتی انسانیت کو رہنمائی روحانی سکون اور آخرت کی کامیابی اسی دین کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے۔ غرض یہ کہ دعوت والے کام کو ہر طرح پر بڑھانا ہر مسلمان کے لئے آج بے حد ضروری ہے۔

پھر اس سے پہلے کہ تین براعظم جنگ شروع ہو، امریکا اور یورپ سمیت ساری دنیا کے انسانوں کو اسرائیل کی سازشوں سے بھی آگاہ کرنا ضروری ہے۔ امریکا کے صدارتی امیدوار بارک اوباما نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ وہ صرف بغداد پر ہی نہیں بلکہ قندھار، کراچی، ٹوکیو، بیجنگ، برلن اور لندن پر بھی نظر رکھیں گے دوسرے الفاظ میں یہاں بھی القاعدہ کا تعاقب ہوسکتا ہے اور صلیبی جنگ ان علاقوں میں بھی لڑی جاسکتی ہے۔ انہیں سمجھانے کی ضرورت ہے کہ ہٹلر لاکھ ظالم سہی مگر تھا بے حد ذہین کہ اسے ہر فتنے اور سازش کے پیچھے یہود کا ہاتھ نظر آتا تھا، اسی لئے اس نے اس قوم کا قتل عام بڑی بے دردی سے کیا تھا، یہود کی پوری تاریخ اٹھا کے دیکھو، یہی کچھ نظر آئے گا، کم از کم ستر پچھتر سال کی تاریخ پر تو غور کرلو تمہیں ہر بات کا خود ہی اندازہ ہوجائے گا، کچھ بعید نہیں کہ دنیا جلد کویت یا WTC جیسا کوئی اور خوفناک ڈرامہ یورپ یا اور کسی ملک میں دیکھے تاکہ خوف و نفرت کے یہ شعلے جو بڑی محنت سے بھڑکائے گئے ہیں کہیں ٹھنڈے نہ پڑ جائیں کیونکہ اسرائیل کا ایک مشن ابھی ادھورا ہے، نارتھ کوریا اور تائیوان پر کام جاری ہے اور ویت نام کی طرح اب وہ اکیلا بھی نہیں ہے بلکہ نیٹو کی ڈھال اس کے سامنے ہے۔ اگر اب بھی اس پاگل ہاتھی کو قابو نہ کیا گیا تو دنیا میں انسانیت کی تباہی یقینی ہے۔

☆☆.........☆☆

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

غلطیوں کا احساس نہ کرنا

صحیح الفطرت انسان کا شیوہ نہیں

اپنی غلطیوں کا احساس نہ کرنا' اپنے تجربوں اور ناکامیوں سے فائدہ نہ اٹھانا' غلطیوں اور ناکامیوں کے اسباب وعلل کو تلاش نہ کرنا' ایک ہی غلطی بار بار کرنا اور ایک ہی سوراخ سے بار بار ڈسا جانا' ایک صحیح الفطرت اور صحیح الحواس انسان کا شیوہ نہیں ہے اور مومن کو تو یہ کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا' جس کو اللہ تعالیٰ نے فراستِ ایمانی عطا فرمائی ہے اور عقل و تجربے سے فائدہ اٹھانے کی سب سے زیادہ دعوت دی ہے' قرآن شریف نے گروہ منافقین کی یہ کمزوری اور عیب بیان کیا ہے کہ وہ واقعات اور تجربات سے بالکل فائدہ نہیں اٹھاتے اور سال میں کئی کئی بار آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں:

''کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک دو مرتبہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں' مگر اس پر بھی نہ توبہ کرتے ہیں' نہ کوئی سبق لیتے ہیں۔'' (سورۃ توبہ:۱۲۶)

مومن کی اسی صلاحیت پر اعتماد کرتے ہوئے ایک صحیح حدیث میں یہ مضمون آیا ہے:

''لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین''

ترجمہ: ''مومن ایک ہی سوراخ سے دوبارہ ڈسا نہیں جاتا۔''

جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے:

مسلمانوں کو اسلام کے خلاف کرنے اور دشمنوں کا آلہ کار بننے سے ایسی وحشت ہونی چاہئے کہ اگر خواب میں بھی کوئی واقعہ ایسا دیکھے تو اس کے منہ سے چیخ نکل جائے اور وہ توبہ اور استغفار کرنے جاہلیت سے صرف جذباتی نفرت ہی کافی نہیں' مسلمان کے لئے جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے وہ کبھی اس کے بارے میں دھوکا نہ کھائے' اگر جاہلیت غلاف کعبہ اوڑھ کر اور قرآن مجید ہاتھ میں لے کر آئے' جب بھی وہ لاحول پڑھے اور اس سے پناہ مانگے وہ کسی بھیس میں اس کے سامنے آئے تو وہ اس کو پہچان جائے اور اس کو مخاطب کر کے کہے:

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدرت رامی شناسم

شیطان کی حکمتِ عملی:

شیطان کی حکمتِ عملی اور جنگی سیاست یہ ہے وہ مسلمان میں جو کمزور پہلو دیکھتا ہے' وہ اسی سے حملہ آور ہوتا ہے' وہ ہر طبقہ اور ہر فرد پر ایک ہی طریقہ اور ایک ہی ہتھیار نہیں آزماتا' وہ دین داروں اور عابدوں کو عوام کے درجے کے فسق وفجور کی ترغیب نہیں دیتا کہ اس میں اس کو کامیابی کی امید نہیں وہ ان کو ریا' تکبر' خود پسندی' حب جاہ اور حسد جیسے امراض میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے' قومی سربلندی' حکومت و اقتدار کی ہوس اور اوروں کے بجائے اپنے ملک کے وسائل کا خود استعمال کرنا اور اپنے اوپر خود حکومت کرنا اور اپنی زبان اور کلچر کو فروغ دینا ہر قیمت پر اپنے ملک کا بول بالا کرنا یہ وہ خوش نما اور دلفریب مقاصد اور یہ وہ دلکش شیریں خواب ہیں' جن کے بڑے بڑے اہل علم اور بعض اوقات بڑے بڑے دین دار بھی فریفتہ ہو جاتے ہیں۔

عربوں کی فریب خوردگی اور اس کی سزا:

شیطان نے عربوں کو یہی سبز باغ دکھایا' ان سے کہا کہ قرآن مجید تمہاری زبان میں نازل ہوا' اللہ کا رسول تم میں مبعوث ہوا' خانہ کعبہ اور تمام عالم کا قبلہ تمہاری سرزمین میں ہے' حرم اور رسول کی آخری آرام گاہ تمہارے ملک میں ہے' تم قرآن و حدیث اور اسلام کے اسرار وحقائق کو جیسا سمجھ سکتے ہو' دنیا میں کون سی قوم ایسا سمجھ سکتی ہے؟ پھر اس سب کے باوجود خلافت کا مرکز تم سے ہزاروں میل دور سمندر پار قسطنطنیہ میں ہو اور ترک تم پر حکومت کریں' جن کی نہ زبان عربی اور نہ نسل عربی' یہ منطق ایسی تھی کہ بہت سے عربوں نے جن کو اقتدار کی تمنا تھی اور وہ عرصے سے ایک عرب امپائر کا خواب دیکھ رہے تھے' نیز ان کو ترکوں سے بہت سی شکایتیں تھیں اور ان کے احساس برتری اور حاکمانہ رویے سے نالاں تھے' ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور وہ برطانوی شاطروں کے مقاصد کا آلہ کار بن گئے' شریف مکہ نے مرکز اسلام میں بیٹھ کر اور شام وعراق کے عربوں نے اپنے اپنے ملکوں میں اتحادیوں کا ساتھ دیا اور ان کے منصوبے کی تکمیل میں معاون بن گئے' ترکوں کو شکست ہوئی' خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا' ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہوگیا وہ حصار جس کے اندر مسلمان عزت

کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے منہدم ہوگیا' مغربی طاقتوں کو اب کسی کا ڈر نہیں رہا اور مسلمانوں کی طرف سے کوئی انگلی اٹھانے والا بھی نہیں رہا' اس کے نتیجے میں فلسطین یہودیوں کا قومی وطن بنا' اسرائیل کی سلطنت قائم ہوئی جو عربوں کی چھاتی پر خونے کی طرح قائم ہے' بیت المقدس یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا' یہ سب اس عصبیت جاہلیہ کا کرشمہ ہے جس کا عرب شکار ہوئے اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

قرآن وحدیث میں عصبیت جاہلیہ کی مذمت:

قرآن وحدیث کا ایک ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ کسی نسل' خون رنگ' زبان' تہذیب کی بنا پر اندھا دھند حمایت اور جتھابندی' اس کی بنیاد پر محبت ونفرت' تعلق اور قطع تعلق' صلح و جنگ' وہ جاہلی عصبیت ہے جس کی مذمت سے قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں' قرآن شریف میں ہے:

"جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کی اور ضد بھی جاہلیت کی۔" (سورۂ فتح)

اور صحیح حدیث میں آیا ہے:

"وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی دعوت دے' وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے' وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے جس کی موت عصبیت پر ہو۔" (ابوداؤد)

ایک مرتبہ ایک مہاجر اور ایک انصاری نے اپنی اپنی قوم کی دہائی دی اور مہاجر نے "یالَلمہاجرین" (اے مہاجرو!) اور انصاری نے "یا لَلانصار" (اے انصاریو!) کا نعرہ لگایا آپ کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دعوھا انھا منتنۃ" (ان جاہلی نعروں کو چھوڑو' یہ گندی اور بدبودار چیزیں ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان جاہلی نسبتوں' اور ان کے نام پر اپیل کرنے اور ان کی دہائی دینے سے ایسی نفرت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کام لینے والوں کی ہر طرح سے ہمت شکنی اور توہین و تذلیل کی ہدایت فرمائی' اور باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بڑے سے دشمن کے لئے بھی کوئی درشت اور نامالائم لفظ استعمال کرنا پسند نہیں کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ترین الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دی اور اس میں مطلق اور رعایت کرنے اور اشارہ کنایہ سے کام لینے سے بھی منع فرمایا۔

مسلمانوں کے دینی عمل اور شعور میں تناسب نہیں:

ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم نے دینی جذبۂ عبادت کا ذوق اور دینی معلومات کی ترقی کی جتنی کوشش کی' اتنا شعور صحیح اور بیدار کرنے کی کوشش نہیں کی' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے اسلامی ملکوں میں عمل اور شعور میں وہ تناسب نہیں جو ہونا چاہئے' ایک آدمی آپ کو بڑا دیندار' عابد وتہجد گزار ملے گا' لیکن اس کا دینی شعور بالکل ناپختہ اور طفلانہ ہوگا' بعض مرتبہ وہ دین کے بنیادی تقاضوں سے ناواقف نظر آئے گا' اور وہ ایسی غلطی کر بیٹھے گا جو کسی صاحب شعور مسلمان سے حد درجہ مستبعد ہے یہ ممکن ہے کہ وہ جاہلیت اور اسلام کا بالکل فرق نہ سمجھتا ہو' وہ نہایت آسانی کے ساتھ کسی جاہلی دعوت اور کسی عیار و شاطر کا شکار ہوجائے اور وہ اس کو اپنے مذموم مقاصد اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے استعمال کرنے ہوسکتا ہے کہ وہ نیک نیتی اور سادگی کے ساتھ اس کام کو انجام دے' اور اس عمل میں اور دین کے تقاضوں میں اس کو کوئی تضاد محسوس نہیں ہو' تاریخ اسلام میں اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی۔

صحابہ کرامؓ کی جامع تربیت:

لیکن صحابہ کرامؓ کا معاملہ اس سے بالکل الگ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مکمل اور جامع تربیت فرمائی تھی' جہاں ان کے اندر عمل کا وہ جذبہ پیدا کیا تھا' جس کی مثالیں دنیا کی تاریخ میں ناپید ہیں وہاں ان کے اندر ایک ایسا شعور پیدا کردیا گیا تھا کہ وہ صحیح اور غلط' ظلم و عدل اور جاہلیت واسلام میں ہر وقت امتیاز کر سکتے تھے' ان کا ذہن اتنا سلیم اور مستقیم بنا دیا گیا تھا کہ کوئی ٹیڑھی چیز اس میں گھس نہیں سکتی تھی' جیسے کسی تنگی میں کوئی ٹیڑھی چیز ٹیڑھے ہوکر داخل نہیں ہوسکتی' اسی طرح ان کا ذہن سلیم کسی کج چیز کو قبول نہیں کرتا تھا۔

میں اس کی ایک بہت واضح اور طاقتور مثال پیش کرتا ہوں: آپ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرامؓ کا تعلق ذات نبویؐ سے کیا اور کیسا تھا؟ مختصر یہ ہے کہ توحید کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی انسان کو کسی انسان سے جتنی عقیدت اور تعلق ہوسکتا ہے' وہ صحابہ کرامؓ کو آپ کی ذات مبارک سے تھا اور جس کو فارسی کے کسی شاعر نے اس الہامی مصرعہ میں بیان کیا ہے کہ:

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لبوں اور زبان سے جو چیز نکلتی ہے' اس کا منبع اور سرچشمہ وحی اور ہدایت الٰہی ہے' اور آپ کوئی بات اپنے نفس کے تقاضے سے نہیں فرماتے تھے' ان کا ایمان تھا:

"وما ینطق عن الھوی ان
ھو الا وحی یوحی"

ترجمہ: "اور نہ خواہش نفس سے

منہ سے بات نکالتے ہیں یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔"

ان خصوصیات کو سامنے رکھ کر اب یہ سنئے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کی مجلس میں فرمایا: "انصر اخاک ظالماً او مظلوماً" (اپنے بھائی کی مدد کرو، ظالم ہونے کی حالت میں بھی اور مظلوم ہونے کی حالت میں بھی) اس عقیدت اور عشق کا تقاضا جس کا اوپر ذکر ہوا یہ تھا کہ وہ اس ارشاد کو بلا چوں چرا مان لیتے اور آنکھ بند کر کے اس پر عمل کرتے' ایسے واضح الفاظ میں فرمادیئے اور بل زبان ہونے کے بعد ان کے کچھ دریافت کرنے اور وضاحت چاہنے کا کوئی موقع نہ تھا' لیکن اس انداز پر ان کی اس وقت تک تربیت ہوئی تھی' ظلم کی جو مذمت وہ اس زبان مبارک سے ابھی تک سنتے آئے تھے اور ظالم کا ساتھ نہ دینے کی ان کو جس طرح تلقین کی گئی تھی' ان کو اس میں اور آج کے ارشاد میں ایک کھلا ہوا تضاد محسوس ہوا وہ خاموش نہ رہ سکے' انہوں نے ادب سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ھذا نصرتہ مظلوماً فکیف انصرہ ظالماً" (اے خدا کے پیغمبر! مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کی جائے' ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کی جاسکتی ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعاً اس پر اپنے کسی تکدر کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ ان پر سرزنش کی' بلکہ نہایت بشاشت کے ساتھ اپنے اس فرمان کی تفصیل اور اپنے ارشاد کی تشریح فرمائی' فرمایا: ہاں! ظالم کی بھی مدد کی جاسکتی ہے اور کرنا چاہئے مگر اس کا طریقہ کیا ہے؟ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑ لو' اس کو ظلم نہ کرنے دو' اب آنکھوں پر سے پردہ اٹھ گیا تھا اور جو گرہ پڑ گئی تھی' کھل گئی تھی۔

کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہو:

اس شعور کی ایک دوسری مثال سنئے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی عبداللہ بن حذافہؓ کی سرکردگی میں مسلمانوں کا ایک دستہ بھیجا' جس کو سیرت و تاریخ کی اصطلاح میں (سریہ) کہتے ہیں۔ آپؐ نے ساتھ جانے والوں کو حکم دیا کہ اپنے امیر کی پوری اطاعت کرنا' ایک موقع پر امیر نے کسی بات کا حکم دیا' اس کی تعمیل میں ذرا تاخیر ہوئی' انہوں نے اس پر غضب ناک ہو کر لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا' جب لکڑیاں جمع ہوگئیں تو انہوں نے اس کو آگ دکھائی اور ایک الاؤ روشن ہوگیا انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس میں کود پڑو' انہوں نے انکار کردیا' انہوں نے کہا کہ کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات ماننے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ بے شک دیا تھا' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا' ہم نے اسی آگ سے بچنے کے لئے اسلام کو قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھاما ہے' اب ہم اس میں کیسے کود پڑیں؟ بات ختم ہوگئی' یہ فوج جب مدینہ پہنچی تو امیر لشکر نے آپؐ کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش کیا اور اپنے ساتھیوں کی شکایت کی' آپ ﷺ نے ان کے عمل کی تصویب فرمائی اور فرمایا کہ اگر یہ اس آگ میں کود جاتے تو پھر کبھی یہ نکل نہیں سکتے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا کہ "انما الطاعۃ فی المعروف" (اطاعت نیک کام ہی میں جائز ہے) آپ ﷺ نے امت کو یہ زریں اصول دیا جو اس کی ہر دور میں رہنمائی کرتا رہا ہے اور جس نے بڑے نازک موقعوں پر جابر اور ظالم بادشاہوں کی اندھا دھند اطاعت اور گمراہ کن قائدوں اور رہنماؤں کی غیر مشروط پیروی اور رفاقت سے روکا ہے' وہ اصول یہ تھا کہ "لاطاعۃ المخلوق فی معصیۃ الخالق" (کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق (خدا) کی نافرمانی ہوتی ہو اور اس کا کوئی حکم ٹوٹتا ہو) تاریخ اسلام میں مسلمانوں نے بڑے بڑے نازک موقعوں پر اپنے دماغی توازن اور ایمانی قوت تمیز کو برقرار رکھا اور وہ ہر فتنے کی آگ کا ایندھن نہیں بن سکے ان میں سے ایسے ایسے جری اور ذہین مصلح اور عالم پیدا ہوئے جنہوں نے وقت کے دھارے میں بہنے سے انکار کردیا اور اس اصول کے ماننے سے انکار کیا:

"چلو تم ادھر کو، ہوا ہو جدھر کی"

وہ واقعات جن کی تاریخ کربلا کے میدان سے شروع ہوتی ہے اور کسی نہ کسی شکل میں اس وقت بھی اس کی جھلک نظر آسکتی ہے' یہ سب اسی زریں اصول کا نتیجہ تھا کہ "لا طاعۃ المخلوق فی معصیۃ الخالق"۔

☆☆..........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون: 2545573

مولانا زاہد الراشدی

فریب کاری کی قادیانی تکنیک

نیویارک میں ان دنوں قادیانیوں کی دعوتی مہم پورے عروج پر ہے، یہاں سے شائع ہونے والے پاکستانی اردو اخبارات میں قادیانی اجتماعات کی رپورٹوں اور قادیانی راہنماؤں کے بیانات کے علاوہ ان کی طرف سے اشتہارات کے ذریعہ بھی مسلمانوں کو قادیانی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت و ترغیب دی جارہی ہے اور اس کے لئے ان کی تکنیک وہی ہے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کرنے والے عقائد اور تعلیمات کو پس منظر میں رکھتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی تحریرات کو لوگوں کے سامنے لایا جارہا ہے جن میں مسلمانوں کے عقائد کے ساتھ ان کی ہم آہنگی نظر آتی ہے اور اسی طرح قادیانی تعلیمات اور قادیانی امت کے کردار سے بے خبر مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ مسلم علماء کرام، قادیانیوں کی طرف جن عقائد کی نسبت کرتے ہیں اور جن کی بنیاد پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم گروہ قرار دیا جاتا ہے وہ محض افتراء و بہتان ہے اور قادیانیوں کے وہ عقائد نہیں ہیں، اس کے بعد یہ بات لوگوں کے ذہنوں میں ڈالی جاتی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو دستوری فیصلہ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی نے کیا تھا وہ درست نہیں ہے، اس کے ذریعہ قادیانیوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے اور ان کے مذہبی اور شہری حقوق پامال کئے جارہے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے دو اخباری اشتہار ہیں جو ہفت روزہ ''پاکستان ایکسپریس'' نیویارک کی یکم اگست ۲۰۰۸ء کی اشاعت میں اور ہفت روزہ ''نیویارک عوام'' نیویارک کے ۱۱ تا ۱۷/ جولائی ۲۰۰۸ء کے شمارے میں شائع ہوئے ہیں۔ دونوں پورے صفحے کے اشتہار ہیں اور ان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی عبارتیں پیش کی گئی ہیں جن میں کہا گیا ہے:

''وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانتے ہیں، عقیدۂ ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں، قرآن کریم کو آخری اور ناقابل ترمیم وتنسیخ سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر قرار دیتے ہیں۔''

ظاہر بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ میں اس عقیدہ کے اظہار کے بعد ایک خالی الذہن عام قاری کا ذہن یہی بنے گا کہ قادیانیوں کو خواہ مخواہ ختم نبوت کا منکر قرار دیا جاتا ہے اور انہیں غیر مسلموں کے دائرے میں شامل کرنا ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے لیکن یہ مسلسل فریب کاری کی قادیانی تکنیک ہے جس سے علماء کرام اور تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں نے عام مسلمانوں کو ہر دور میں تفصیل کے ساتھ آگاہ کیا ہے اور اب چونکہ ایسی کسی عمومی مہم کو خاصا عرصہ گزر جانے کے باعث یہ تفصیلات لوگوں کے ذہنوں میں نہیں ہیں، اس لئے ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ اس فریب کاری کو عوامی سطح پر بے نقاب کرنے کی ایک بار پھر مہم چلائی جائے اور نئی نسل کو بتایا جائے کہ قادیانیوں کے اصل عقائد اور ان کا کردار کیا ہے؟ انہیں کن وجوہ کی بنا پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اور کون سے اسباب وعوامل ہیں جن کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمان قادیانیوں کو ملت اسلامیہ کا حصہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، اس کے لئے تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں اور اداروں کو سنجیدگی کے ساتھ توجہ دینی چاہئے اور باہمی مشاورت اور منصوبہ بندی کے ساتھ منظم محنت کرنی چاہئے سر دست ان دو اشتہارات کو سامنے رکھتے ہوئے صرف اس پہلو پر کچھ گزارشات پیش کررہا ہوں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں کا عقیدہ ختم نبوت پر ایمان ہے؟ اور کیا واقعتاً وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی وحی اور نئی نبوت کے دعوے کو کفر تصور کرتے ہیں؟

یہ بات درست ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی دور میں عقائد وہی تھے جو عام مسلمانوں کے تھے جیسا کہ ۲/ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ان کی طرف سے شائع ہونے والے ایک مطبوعہ اعلان میں جو ان کی تصنیف تبلیغ رسالت کے حصہ دوم میں موجود ہے مرزا قادیانی نے کہا تھا:

''میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو

ماننا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔“

لیکن بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد تبدیل ہوگئے جس کا اعتراف ان کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود نے قادیانی جریدہ ”الفضل“ میں ۹/ستمبر ۱۹۴۱ء کو شائع ہونے والے اپنے خطبۂ جمعہ میں ان الفاظ میں کیا ہے:

”نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی گئی۔“

جبکہ مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم (ص:۶۷، ج:۷) میں اس تبدیلی کا یوں ذکر کیا گیا ہے:

”پہلے صرف توریت، انجیل، زبور، قرآن شریف اور دوسرے صحف پر ایمان لانا ضروری تھا اور ایسا ایمان لانے والا ابدی راحت کا مستحق تھا لیکن مرزا قادیانی کی شریعت نے اس فیصلے کو منسوخ کردیا اور اب یہ حکم ہوگیا کہ مرزا قادیانی کی وحی پر ایمان لانا بھی فرض ہے جس طرح قرآن شریف پر اور دوسری کتابوں پر اور ایسا ایمان نہ لانے والا جہنمی ہے۔“

اور اپنی کتاب ”حقیقت الوحی“ شائع شدہ ۱۹۰۷ء میں (ص:۱۵۰) کے حاشیہ پر مرزا قادیانی خود لکھتا ہے:

”اوائل میں میرا عقیدہ یہی تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتی تو میں اس کو ایک جزوی فضیلت قرار دیتا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔“

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ وہ وحی کے نزول کے بعد نبوت اور مسیحیت دونوں کے بارے میں اپنے سابقہ عقیدے پر قائم نہ رہے اور مرزا بشیر الدین محمود کے جس خطبۂ جمعہ کا روزنامہ الفضل کے حوالہ میں اوپر ذکر کیا گیا ہے اس میں انہوں نے بھی یہ کہا ہے کہ:

”دعوائے مسیحیت کی بابت بھی تبدیلی جبراً بذریعہ وحی ہوئی اور نبوت کے متعلق بھی سابقہ عقیدہ میں وحی نے جبراً تبدیلی کرائی۔“

اس وحی کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے جو ”تبلیغ رسالت“ (ص:۱۸، ج:۱۰) میں مذکور ہے کہ:

”جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر بھی ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔“

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی!

مجھے اگست ۲۰۰۸ء کے دوران اپنے بعض عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے امریکا حاضری اور مختلف دوستوں سے ملاقاتوں کے لئے متعدد شہروں میں جانے کا موقع ملا، اس دوران میں نے امریکا میں شائع ہونے والے اردو اخبارات کے مطالعہ سے محسوس کیا کہ قادیانی امت کی ایسی سرگرمیوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جن کے ذریعہ وہ حقائق پر پردہ ڈالتے ہوئے مسلمانوں کی نئی نسل کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈے میں مصروف ہے اور قادیانی جماعت کی موجودہ قیادت دنیا بھر کے مسلمانوں کے اجماعی عقائد کے ساتھ ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ ۱۹۷۴ء کے فیصلے اور دستور پاکستان کے خلاف مہم کو تیز کررہی ہے جبکہ امریکا کے اردو اخبارات میں جو یہاں عام طور پر مسلمانوں میں پڑھے جاتے ہیں، قادیانی جماعت کے اس گمراہ کن پروپیگنڈا کے جواب کے لئے دو تین علماء کی انفرادی کوششوں کے علاوہ کوئی سرگرمی نظر نہیں آرہی، اس صورت حال کے بارے میں قادیانیوں کے چند اشتہارات اور بیانات کی اخباری رپورٹ اپنے ایک وضاحتی مضمون کے ساتھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرکے یہ درخواست کررہا ہوں کہ ازراہ کرم مسلمانوں بالخصوص نئی نسل کے عقیدہ و ایمان کے تحفظ کے لئے اپنی صلاحیتوں، اثر و رسوخ اور مواقع کو ضرور استعمال میں لائیں، امید ہے کہ آنجناب اس گزارش پر سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں گے۔ شکریہ۔

والسلام

ابوعمار زاہد الراشدی
نزیل مکی مسجد، بروک لین نیویارک (امریکا)
۸/ستمبر ۲۰۰۸ء

اسی بنیاد پر مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ:

"ہر اس شخص کو جسے میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۶۳)

لیکن مرزا بشیر الدین محمود نے جو مرزا قادیانی کے فرزند اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ تھے، اس پر قناعت نہیں کی بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر اعلان کیا کہ:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔" (آئینہ صداقت ص:۳۵)

اور مرزا بشیر الدین محمود کے فرزند مرزا ناصر احمد نے جو قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ کہلاتے ہیں جب ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے سامنے پیش ہوئے اور گیارہ روز تک اپنے موقف اور پوزیشن کی وضاحت میں ارکان اسمبلی کے سوالات کے جوابات دیتے رہے تو قومی اسمبلی کے فلور پر اس وقت کے اٹارنی جنرل آف پاکستان جناب یحییٰ بختیار مرحوم کے سوال پر انہوں نے صراحت کے ساتھ کہا کہ وہ نجات اور ایمان کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لانے کو ضروری سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک دنیا بھر کے وہ تمام مسلمان دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور وحی پر ایمان نہیں رکھتے۔

چنانچہ ان کے اس صریح اور دوٹوک اعلان کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا اور دستور پاکستان میں ترمیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیتوں میں شامل کر دیا، اگر قادیانی جماعت کی موجودہ قیادت اپنے حالیہ بیانات کے حوالہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کی ابتدائی زندگی والی پوزیشن پر واپس جانا چاہتی ہے اور ان کے ۱۸۹۱ء والے اعلان کے مطابق اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلمہ عقائد کو قبول کرتی ہے تو یہ ہمارے لئے بے حد خوشی کی بات ہوگی، لیکن اس کے لئے قادیانی راہنماؤں کو ان تمام تبدیلیوں کی صراحتاً نفی کرنا ہوگی اور ان سے برأت کا اعلان کرنا ہوگا جن کا سطور بالا میں باحوالہ ذکر کیا گیا ہے ورنہ اپنے سابقہ اور منسوخ شدہ عقائد و بیانات کی بنیاد پر اپنی موجودہ پوزیشن کو مسلمانوں سے تسلیم کرانے کی یہ مہم دھوکہ دہی اور فریب کاری کے علاوہ اور کوئی درجہ حاصل نہیں کر سکے گی۔ ☆☆......☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام

عظیم الشان

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

پروگرام: 25 اکتوبر 2008ء
بروز ہفتہ بعد نماز عشاء
بمقام: چک نمبر 295 گ ب پیرانوالہ ٹوبہ

خصوصی خطاب:
شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)

اس کے علاوہ قرآ کرام، ثناخوانانِ محمد اور دیگر علماء کرام بھی خطاب فرمائیں گے

الداعی الی الخیر
شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ

تحریر: محمد متین خالد

شہید تحفظ ناموس رسالت

غازی محمد مالک شہیدؒ

۲۲ سالہ نوجوان کی روداد عشق و وفا جسے گستاخانِ رسول قادیانیوں نے تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں شہید کر دیا۔

وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "جناب ڈی ایس پی صاحب! میں نے جن قادیانی ملزمان کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کروایا ہے، 3 ماہ ہو چکے ہیں دانستہ طور پر انھیں گرفتار نہیں کیا جا رہا۔ کیونکہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اے ایس آئی رانا منور حسین اور ایس ایچ او رضا کار حسین شاہ نے ملزمان سے 3 لاکھ روپے رشوت لے لی ہے۔ ان پولیس افسران کی سرپرستی کی وجہ سے قادیانی ملزمان بے خوف ہو کر مسلح دندناتے پھر رہے ہیں۔ وہ مجھے جان سے مار دینے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو اس کی ذمہ داری انہی پولیس افسران پر ہوگی۔" یہ ہیں وہ الفاظ جو شہید تحفظ ناموس رسالت غازی محمد مالک شہیدؒ نے اپنی شہادت سے چند روز پہلے پولیس اور معززین شہر کی موجودگی میں کہے۔

22 سالہ غازی محمد مالک شہید ننکانہ صاحب کے نواحی گاؤں چک نمبر 4 گ ب کا رہنے والا تھا۔ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند اور شریعت پر کاربند تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت وعقیدت اور آپؐ کے دشمنوں سے نفرت وحقارت اس کی رگ رگ اور نس نس میں جاگزیں تھی۔ جون 2008ء میں غازی محمد مالک شہید اور اس کے ساتھیوں نے تحفظ ختم نبوت پر مشتمل اشتہارات اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا مرزائی اور مرزائی نوازوں سے مکمل بائیکاٹ کا فتویٰ (جن پر قرآنی آیات اور درود شریف لکھا ہوا تھا) گاؤں کی مختلف جگہوں پر آویزاں کئے۔ گاؤں کے مرزائیوں نے دن دیہاڑے ان تمام اشتہارات اور فتویٰ کو نہ صرف پھاڑ دیا بلکہ انھیں اپنے پاؤں تلے روندا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہے۔ قادیانیوں کی اس ناپاک جسارت پر علاقہ بھر میں اشتعال پھیل گیا۔ قریب تھا کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار عہدیداروں کی بصیرت اور حکمت عملی سے حالات پر قابو پا لیا گیا۔ فوری طور پر انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا۔ جنھوں نے واقعہ کی ابتدائی تصدیق کے بعد ملزمان کے خلاف پرچہ درج کرنے کا حکم دیا۔ علاقہ کے ایس ایچ او رضا کار حسین شاہ شروع میں قادیانیوں کے خلاف پرچہ درج کرنے سے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے رہے۔ تاہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران کے پرزور احتجاج پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/c کے تحت 20 جون 2008ء کو ملزمان کے خلاف ایف آئی آر نمبر 351/08 درج کی گئی۔ اس ایف آئی آر کا مدعی غازی محمد مالک شہید تھا۔ ایف آئی آر کے مطابق گاؤں کے سرکردہ قادیانیوں ڈاکٹر اصغر، خالد، ندیم، راشد، ظفر اور اقبال نے آتشیں اسلحہ سے مسلح ہو کر دیواروں پر چسپاں مقدس اشتہارات کی بے حرمتی کرتے ہوئے نہ صرف انھیں پھاڑ ڈالا بلکہ انھیں اپنے پاؤں تلے روندا۔ ملزمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نازیبا، غلیظ اور توہین آمیز زبان استعمال کی۔ انھوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی آخری نبی ہے۔ اس کے آنے کے بعد عقیدہ ختم نبوت کی حیثیت یکسر ختم ہو چکی ہے۔ مرزا قادیانی کے بعد ہم کسی اور کو آخری نبی نہیں مانتے۔ انھوں نے آتشیں اسلحہ لہرا کر دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اب اگر کسی نے ایسے اشتہارات لگائے یا ختم نبوت کی تبلیغ کی تو اسے جان سے مار دیا جائے گا۔ ایس ایچ او رضا کار حسین شاہ نے اس کیس کی تفتیش اور عدالت میں چالان پیش کرنے کی ذمہ داری اے ایس آئی رانا منور حسین کے سپرد کی۔ قادیانی ملزمان کے خلاف ایف آئی آر کے اندراج کے بعد پولیس نے صرف ایک ملزم ڈاکٹر اصغر کو گرفتار کیا جبکہ دیگر ملزمان کو گاؤں میں موجود ہونے کے باوجود تاحال گرفتار نہیں کیا جا رہا۔ اسی دوران دونوں پولیس افسران نے ملزمان سے کیس ختم کرنے کے عوض 5 لاکھ روپے رشوت طلب کی۔ بحث وتمحیص کے بعد پولیس اور ملزمان کے مابین 3 لاکھ روپے میں معاملہ طے پا گیا۔ چنانچہ ملزمان کے خلاف مقدمہ درج ہونے کے باوجود انھیں گرفتار نہ کیا گیا، بلکہ عدالت سے انھیں اپنی عبوری ضمانتیں کروانے کا پورا پورا موقع فراہم کیا گیا۔ ملزمان کو یقین دلایا گیا تھا کہ تفتیش میں انھیں بے گناہ قرار دے کر مقدمہ خارج کر دیا جائے گا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ختم نبوت کے عہدیداران کی موجودگی میں جناب اکبر اقبال شاہ ڈی ایس پی نے متعلقہ پولیس افسران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ "جو شخص اس کیس میں رشوت لے گا۔ وہ اپنی ماں بہن کے دھندے کی کمائی کھائے گا۔" اس پر دونوں

پولیس افسران کا رنگ فق ہو گیا۔

یاد رہے کہ DPO ننکانہ صاحب جناب اکبر ناصر خاں نے کیس کی اہمیت کے پیش نظر تین رکنی تفتیشی ٹیم تشکیل دی تھی جس میں ڈی ایس پی اکبر اقبال شاہ، ایس ایچ او تھانہ صدر رضا کار حسین شاہ اور اے ایس آئی رانا منور حسین شامل تھے۔ تفتیشی ٹیم نے تین ماہ تک اس کیس کو بلاوجہ لٹکائے رکھا۔ اس اہم مقدمہ کی بابت تفتیشی ٹیم کی عدم دلچسپی کی انتہا یہ ہے کہ عدالت نے کیس کی نوعیت کی وجہ سے کئی بار تفتیشی افسر رانا منور حسین کو طلب کیا کہ کیس کی تفتیش مکمل کر کے عدالت میں چالان پیش کریں۔ لیکن وہ پیش نہ ہوا چونکہ ملزمان نے 10 ستمبر تک اپنی عبوری ضمانتیں کروا رکھی تھیں۔ ضابطے کے مطابق مقررہ تاریخ کو تفتیشی افسر عدالت میں پیش ہو کر قانونی ریکارڈ پیش کرتا اور عدالت کو مقدمہ کی تفتیش اور پیشرفت سے آگاہ کرتا ہے۔ مگر رانا منور حسین 10 ستمبر کو بھی عدالت میں پیش نہ ہوا بلکہ ایک عدالتی اہلکار کو نامکمل ریکارڈ دے کر چلا گیا۔ اس موقع پر ملزمان کے وکیل نے ڈرامائی طور پر ضمانتوں کی درخواست واپس لے لی اور ملزمان پولیس کی موجودگی میں عدالت سے فرار ہو گئے۔ اس واقعہ پر خوف و بے یقینی کے خدشات جنم لینے لگے۔ اس صورتحال کے بعد ختم نبوت کے عہدیداران کے ایک وفد جس میں مہر محمد اسلم ناصر، حاجی عبدالحمید رحمانی، ملک لیاقت علی کھچی ایڈووکیٹ، چوہدری محمد ارشد ایڈووکیٹ، محمد اکرم ناز، شوکت علی شاہد وغیرہ نے فوری طور پر ڈی پی او ننکانہ جناب اکبر ناصر خان سے ملاقات کر کے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ جس پر انہوں نے ڈی ایس پی اکبر اقبال خان کو ہدایت کی کہ اس کیس کی تفتیش فوری طور پر دو دن میں مکمل کی جائے۔ اسی روز ڈی ایس پی صاحب نے مدعی پارٹی کو تھانہ بلایا۔ مدعی مقدمہ سمیت 50 کے قریب معززین علاقہ تھانہ میں پیش ہوئے۔ اس موقع پر مدعی مقدمہ محمد مالک نے سب لوگوں کے سامنے ڈی ایس پی صاحب سے کہا ''جناب ڈی ایس پی صاحب! میں نے جن قادیانی ملزمان کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کروایا ہے، 3 ماہ ہو چکے ہیں، جان بوجھ کر انہیں گرفتار نہیں کیا جا رہا۔ کیونکہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اے ایس آئی رانا منور حسین اور ایس ایچ او رضا کار حسین شاہ نے ملزمان سے 3 لاکھ روپے رشوت لے لی ہے۔ ان پولیس افسران کی سرپرستی کی وجہ سے قادیانی ملزمان بے خوف ہو کر مسلح دندناتے پھر رہے ہیں۔ وہ مجھے جان سے مار دینے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو اس کی ذمہ داری انہی پولیس افسران پر ہو گی۔''

اس دوران ملزمان کی طرف سے مدعی مقدمہ غازی محمد مالک شہید کو جان سے مارنے کی دھمکیاں ملتی رہیں لیکن اس نے بڑی جرأت واستقامت کے ساتھ مقدمہ کی پیروی جاری رکھی۔ اس عرصہ کے دوران تفتیشی افسر نے غازی محمد مالک شہید کو کئی دفعہ اپنے پاس طلب کیا اور مختلف حیلے بہانوں سے اس پر دباؤ ڈالا کہ وہ قادیانیوں کے خلاف پرچہ سے دستبردار ہو جائے۔ کبھی کہا گیا کہ قادیانیوں نے 12 اشٹام جمع کروائے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ وہ بے گناہ ہیں۔ اس پر محمد مالک نے کہا کہ وہ واقعہ کے عینی شاہدین اور معززین علاقہ کی طرف سے حلفیہ بیان پر مشتمل درجنوں اشٹام جمع کروانے کو تیار ہے کہ ایف آئی آر میں درج تمام حالات وواقعات 100 فیصد درست ہیں۔ کبھی کہا گیا کہ قادیانی تمہیں کچھ بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس پر محمد مالک نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کی خاطر اگر جان بھی چلی جائے تو یہ میری سعادت اور خوش بختی ہو گی۔ کبھی کہا گیا کہ تم علاقہ میں تفرقہ بازی پھیلا رہے ہو۔ اس پر محمد مالک نے کہا کہ اگر میں تفرقہ بازی پھیلا رہا ہوتا تو قادیانیوں کی اس گستاخانہ جسارت پر مسلمانوں کو اشتعال دلا کر ان کی عبادت گاہ کو نقصان پہنچاتا، قادیانیوں کے گھروں کو آگ لگا دیتا۔ قادیانیوں پر حملہ کر کے انہیں عبرتناک سزا دیتا۔ لیکن میں نے ایک ذمہ دار پاکستانی کی حیثیت سے قانون کا احترام کرتے ہوئے قانونی راستہ اختیار کیا۔ مدعی مقدمہ غازی محمد مالک شہید کی ان کھری کھری باتوں کا پولیس افسران پر کچھ اثر نہ ہوا۔ انہوں نے اپنی روایتی سستی، نااہلی، کرپشن اور اپنے فرائض سے غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملزمان کے خلاف عدالت میں چالان پیش نہ کیا اور ایسا سانحہ ہو گیا جس کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا تھا۔

11 ستمبر کو محمد مالک سارا دن ضلع کچہری میں مقدس اشتہارات پھاڑنے کے عینی شاہدین (جو چک نمبر 4 گ ب کے رہائشی تھے) سے حلفیہ بیانات تیار کرواتا رہا تاکہ 12 ستمبر کو تفتیشی افسر کے سامنے بطور ثبوت پیش کر سکے۔ اسی رات وہ اپنے گاؤں کی مسجد میں نماز تراویح ادا کرنے کے بعد گھر جانے کے لیے مسجد سے نکلا کہ اچانک چند گز دور بغیر نمبر پلیٹ موٹر سائیکلوں پر سوار اور آتشیں اسلحہ سے مسلح قادیانی ملزمان ندیم، رانا افتخار، راشد، عشرت شاہ اور تین نامعلوم افراد للکارتے ہوئے آئے اور محمد مالک پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ شدید زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے محمد مالک موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس افسوسناک واقعہ کی خبر اردگرد کے علاقوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران اور سینکڑوں کارکنان فوری طور پر موقع پر پہنچ گئے جہاں میت کو پہلے تھانہ صدر

ننکانہ لاکر پُرامن احتجاج کیا گیا۔ بعدازاں میت کو پوسٹ مارٹم کے لیے ڈسٹرکٹ ہسپتال پہنچایا گیا جہاں شہریوں کی ایک کثیر تعداد رات بھر موجود رہی۔ جناب حافظ شبیر احمد ایڈووکیٹ ان لوگوں میں شامل ہیں جنھوں نے میت کو جائے وقوعہ سے اُٹھایا اور پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال لائے۔ ان کے ہاتھوں پر شہید کا خون لگا ہوا تھا۔ کئی گھنٹوں کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے انہوں نے اس خون کو سونگھا تو اس سے نہایت بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی۔ اس موقع پر انہوں نے وہاں موجود باقی دوستوں کو بھی اس کا مشاہدہ کرنے کی دعوت دی۔ سب نے محسوس کیا کہ واقعی شہید کے خون سے معطر خوشبو آرہی ہے۔ 12 ستمبر کو علی الصبح ننکانہ صاحب کے گردونواح کے دیہاتوں میں مساجد سے نماز جنازہ کے اعلانات کیے جاتے رہے۔ لوگ روزے کی حالت میں قافلوں کی صورت میں بسوں، ویگنوں اور ٹرالیوں کے ذریعے جنازگاہ پہنچ رہے تھے۔ شدید گرمی اور حبس کے باوجود ہزاروں لوگ بڑے جوش کے ساتھ گھنٹوں کھڑے رہے اور شہید محمد مالک کے آخری دیدار میں بیتابی کا اظہار کیا اور کہا کہ شہید ختم نبوت کے جنازے میں شرکت ایک اعزاز ہے اور ہم ایسے خوش نصیب کا چہرہ دیکھنے کے لیے آئے ہیں جس نے اپنی ایمانی جرات و استقامت اور دینی غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کے پیچھے اپنی جان قربان کر کے تمام مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ اس موقع پر لوگوں کی بڑی تعداد شہید کے والد چوہدری محمد بوٹا سے بھی ہاتھ ملانے کے لیے انتہائی جوش و جذبے کا مظاہرہ کرتی رہی۔ ہر شخص محمد مالک کے عظیم کارنامہ پر اس کے والدین کو مبارک باد پیش کر رہا تھا۔ شہید محمد مالک کے جنازہ سے جنت کی مہک آرہی تھی۔ ہر کسی کی خواہش تھی کہ وہ محمد مالک شہید کی چارپائی کو کندھا دے۔ اس موقع پر پولیس اور خفیہ اہلکاروں کی بھاری نفری قادیانیوں کے گھروں اور ان کی عبادت گاہ کی حفاظت کے لیے الرٹ کھڑی رہی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار عہدیداروں کی وجہ سے اس جذباتی ماحول میں کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

جنازہ سے قبل حاجی عبدالحمید رحمانی صاحب نے شہید کے قدموں کو بوسہ دیا۔ ان کا کہنا ہے کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ مردہ شخص نہیں بلکہ ایک زندہ شخص کا جسم ہے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد جب شہید کا جنازہ تدفین کے لیے اٹھایا گیا تو فضا کلمہ طیبہ کے ورد سے گونج اٹھی۔ کارکنان ختم نبوت کی طرف سے میت کے اوپر گل پاشی کی گئی۔ آہوں اور سسکیوں سے فضا نہایت سوگوار ہو چکی تھی۔ یہ ایک ایسا ایمان پرور منظر تھا جسے کبھی نہ بھلایا جا سکے گا۔ جنازہ میں شریک ہر شخص رشک کر رہا تھا کہ اسے ایسی موت نصیب ہو۔

نماز جنازہ مقامی عالم دین مولانا سید اعجاز احمد شاہ صاحب نے پڑھائی۔ ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں جب شہید کے جسد خاکی کو لحد میں اتارا گیا تو فضا نعرہ تکبیر اللہ اکبر، ختم نبوت زندہ باد، غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے، شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے، ایسے جذباتی نعروں سے گونج اٹھی۔ اس موقع پر کارکنان ختم نبوت دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ میت کو قبر میں اُتارنے کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ نے شہید کے چہرے کا آخری دیدار کیا۔ شہید کے ہونٹ غیر متوقع طور پر کھلے ہوئے تھے۔ گویا وہ بھی کارکنان ختم نبوت کے نعروں کا جواب دے رہا تھا۔ بعدازاں مہر محمد اسلم ناصر نے شہید کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں نے برف اور شہد کا ذائقہ چکھا ہے۔ تدفین کے بعد نماز جنازہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جناب محمد بدیع الزمان ایڈووکیٹ نے کہا کہ محمد مالک شہید کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ اس کی شہادت ضرور رنگ لائے گی۔ مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ نے کہا کہ ختم نبوت کا ہر کارکن مجھے اپنے بیٹوں کی طرح عزیز ہے۔ ہم محمد مالک شہیدؒ کی جرأت و بہادری کو سلام پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ اس کیس کی مکمل نگرانی کریں گے اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ جناب حاجی عبدالحمید رحمانی نے لوگوں کو صبر اور قانون کو ہاتھ میں نہ لینے کی تلقین کی۔ اس موقع پر ہر شخص کی یہ رائے تھی کہ قادیانی ملزمان کے ساتھ ساتھ تفتیشی افسران بھی اس ناحق قتل میں برابر کے شریک ہیں۔ کیونکہ اگر اس اہم کیس کی تفتیش غیر جانبدارانہ طور پر جلد مکمل ہو کر چالان عدالت میں بروقت پیش ہو جاتا تو مدعی کو انصاف کی بجائے موت کا تحفہ نہ ملتا۔ مجلس کے رہنماؤں کی تقاریر کے بعد ہزاروں کا اجتماع نہایت افسردہ ماحول میں پُرامن طور پر منتشر ہو گیا۔

15 ستمبر کو ننکانہ صاحب بار ایسوسی ایشن کی اپیل پر تمام مقامی، ضلعی عدالتوں کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ اس موقع پر وکلاء نے ایک احتجاجی جلوس بھی نکالا جس میں قادیانیوں کی غنڈہ گردی اور دہشت گردی کے خلاف شدید نعرے بازی کی گئی۔ وکلاء نے کتبے بھی اٹھا رکھے تھے جن پر ظالمو! جواب دو، خون کا حساب دو، قادیانی دہشت گردی مردہ باد، پولیس قادیانی ملزمان کی سرپرستی بند کرے، محمد مالک تیرے خون سے انقلاب آئے گا ایسے نعرے درج تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان کی طرف سے جلوس کے شرکاء پر جگہ جگہ گل پاشی کی گئی۔ جلوس کے اختتام پر شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے وکلاء راہنماؤں نے کہا کہ مجاہد ختم نبوت محمد مالک شہید کا بہیمانہ قتل قادیانیوں کی کھلی دہشت گردی ہے۔ قادیانیوں کو اس مقدس خون کا حساب دینا ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ وکلاء برادری اس

کیس کی مفت پیروی کرے گی اور تمام قانونی تقاضے پورے کر کے اسے پایہ تکمیل تک پہنچائے گی۔

کسی بھی علاقہ میں آئین و قانون کی بالادستی قائم کرنا اور لا اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول رکھنا انتظامیہ کے فرائض منصبی میں شامل ہوتا ہے۔ انتظامیہ اگر اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں ناکام ہو جائے تو نظام حکومت تلپٹ ہو جاتا ہے۔ اس کیس کا اہم نکتہ یہ ہے کہ جب قادیانیوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تو پورے علاقہ میں قادیانیوں کے خلاف اشتعال پھیل گیا۔ قریب تھا کہ پورا علاقہ فسادات کی لپیٹ میں آ جاتا۔ لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما انتہائی مشتعل مسلمانوں کو قانون ہاتھ میں نہ لینے سے مسلسل روکتے رہے۔ ان کی دوراندیشی کی وجہ سے علاقہ میں امن قائم رہا کیونکہ انھیں یقین تھا کہ انتظامیہ قانون و آئین کی بالادستی قائم رکھتے ہوئے ملزمان کو فوراً گرفتار کرے گی اور جلد کیس کے قانونی تقاضے پورے کرے گی۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ پولیس نے اپنی روایتی سستی، نااہلی اور کرپشن کی وجہ سے علاقہ میں امن وامان کی صورتحال پیدا کر دی۔ پھر دوسری دفعہ محمد مالک شہیدؒ کے جنازہ کے موقع پر کارکنان ختم نبوت نہایت غم و غصہ میں تھے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما اگر چاہتے تو ہزاروں لوگوں کو قادیانیوں پر حملے کا حکم دے کر ان کے گھروں اور عبادت گاہ کو تباہ و برباد کر سکتے تھے۔ مگر انھوں نے ایک دفعہ پھر اپنے صبر کا پیمانہ لبریز نہ ہونے دیا اور لوگوں کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے علاقہ میں کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا۔ راہنماؤں کو اب بھی یقین ہے کہ انتظامیہ مظلوم کی حمایت اور قانون کی بالادستی قائم کرے گی۔ لیکن افسوسناک اور قابل شرم بات یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے مقدمہ میں نامزد ملزمان کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ بدباطن ایس ایچ او رضا کار حسین شاہ مقتول کے وارثوں پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ قادیانیوں کے خلاف کیس واپس لے لیں۔ اس کیس میں ایک نامزد ملزم رانا افتخار کو پولیس گرفتار کرنے سے محض اس لیے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کر رہی ہے کہ وہ خود کو رانا محمد حیات سابق ڈسٹرکٹ ناظم ضلع قصور اور رانا محمد اسحاق ایم این اے کا قریبی رشتہ دار ظاہر کرتا ہے۔

اس موقع پر افسردہ دل کے ساتھ ہم ہردلعزیز وزیراعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف (جن کی وجہ سے پنجاب میں امن وامان کی صورتحال مثالی ہے) چیف سیکرٹری پنجاب جناب جاوید محمود، آئی جی پولیس جناب شوکت جاوید، ڈی آئی جی شیخوپورہ رینج چوہدری تنویر احمد، ڈی سی او ننکانہ جناب ندیم ارشاد کیانی اور ڈی پی او ننکانہ جناب اکبر ناصر خان سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ:

1- وہ اس اہم کیس کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کروا کر ملزمان کو دہشت گردی کی خصوصی عدالت سے قرار واقعی سزا دلوائیں۔

2- ملزمان سے ساز باز کرنے کے نتیجہ میں جان بوجھ کر کیس کی تفتیش مکمل نہ کرنے، ابھی تک ملزمان کو گرفتار نہ کرنے اور عدالت میں بروقت چالان پیش نہ کرنے پر متعلقہ پولیس آفیسران کو گرفتار کر کے ان پر معاونت قتل کا مقدمہ چلایا جائے اور ایسی کالی بھیڑوں کو پولیس ملازمت سے فارغ کیا جائے۔ تبادلہ ان کا علاج نہیں۔ ورنہ یہ کرپٹ اور نااہل افسران جہاں بھی تعینات ہوں گے، وہاں آئے روز حکومت کے لیے نت نئے مسائل پیدا کرتے رہیں گے۔

3- 1974ء میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ کے تاریخی فیصلہ (1993 SCMR 1718) کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان باور نہیں کرا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/C اور 298/C کے تحت سزائے موت کا مستوجب ہے۔ اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور عدالتی فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلواتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا تمسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات و مقامات کی توہین کرتے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانیوں کی ان قانون شکن سرگرمیوں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ غفلت اور خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں جس سے بعض اوقات لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ انتظامیہ قادیانیوں کی ان شرانگیز سرگرمیوں کا از خود نوٹس لے۔

4 ننکانہ شاہکوٹ روڈ کا نام سرکاری طور پر غازی محمد مالک شہیدؒ کے نام پر رکھا جائے۔ ☆☆☆

اظہار تعزیت

محترم محمد ناصر صاحب (صدر ختم نبوت خط وکتابت کورس اسلام آباد) کے چھوٹے بھائی محمد طاہر کافی عرصہ علیل رہنے کے بعد ۹/ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بہت محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ قارئین سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور رفعت درجات کی درخواست ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب اور راولپنڈی کے مبلغ مولانا زاہد وسیم نے مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے جنازے میں شرکت کی اور لواحقین سے تعزیت کی۔

مرسلہ: حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ

اللہ کے راستے میں جانے والی جماعتوں کو ہدایات

مسجد نبوی میں حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا ایک اہم بیان

۱۹۶۱/۱۱/۱۷ء، بروز جمعہ بعد صلوٰۃ الفجر، حرم نبویؐ خطبہ ماثورہ کے بعد، مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:

''یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصدقین۔'' (سورۂ توبہ:۱۱۹)

''یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔'' (آل عمران:۱۰۲)

سارے انسانوں کے قلوب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں

میرے بھائیو! تمام قلوب مسلمانوں کے اور غیر مسلموں کے اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہیں جونسے دل کو جب چاہیں پلٹ دیں، جو کچھ دلوں میں ہے اس کو نکال دیں اور جو کچھ دلوں میں نہیں ہے ڈال دیں، اگر دلوں میں ایمان کو ڈال دیں تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا، اگر ہدایت دیں تو ہدایت کو نکال نہیں سکتا۔ اگر کفر وضلالت ڈال دیں تو کوئی ولی بھی ہدایت نہیں دے سکتا، اس واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعا فرمایا کرتے تھے:

''یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک یا مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک۔''

ترجمہ: ''اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو دین کی طرف پلٹ دے، اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔''

بعضوں نے آپؐ سے سوال کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تمام انسانوں کے دل اللہ کے ہاتھ میں ہیں جس کے دل کو چاہتے ہیں پلٹ دیتے ہیں۔''

دل کی مثال

بعض احادیث میں دل کی مثال بیان فرمائی کہ جیسا کہ کسی میدان میں یا جنگل بیابان میں کوئی پَر پڑا ہوا ہو جب ہوا چلتی ہے تو کبھی ادھر کبھی ادھر، جماؤ نہیں ہے، اسی لئے اس کو قلب کہتے ہیں، آپؐ نے دعا کی وجہ یہ بتائی کہ اس لئے مانگے کہ اللہ اس کو نہ پلٹ دے، دین سے غیر دین کی طرف، طاعت سے غیر طاعت کی طرف۔

اللہ جس کے دل کو جب چاہیں پلٹ دیں

چاہے کوئی منکر خدا ہو حق تعالیٰ شانہ جس کے دل کو جب چاہیں اپنی طرف پلٹ دیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان مثال ہے اس کی، یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ مکہ کے شیطانوں میں سے ایک شیطان تھے، حضرت عمرؓ مسلمانوں کے مارنے اور ستانے میں ابوجہل سے بھی نمبر اول تھے، اللہ نے مسلمان کیا پھر اسلام کو عروج ان سے بخشا۔

جب مشرکین سے تنگ آ کر ہجرت کے لئے مسلمان نکلنے لگے تو بنو عدی نے بھی جو مسلمان ہوگئے تھے ہجرت کی تیاری کی، یہ بنو عدی حضرت عمرؓ کے قبیلے کے لوگ تھے۔

حضرت عمرؓ ایک گھر میں پہنچے، خاوند بازار گئے ہوئے تھے گھر میں ہجرت کی تیاری ہورہی تھی کہنے لگے کہ: اے ام عبداللہ! تم بھی چلنے لگیں؟ کہنے لگیں جب تم ہمیں اللہ کی عبادت کرنے نہیں دیتے ہر وقت پیٹتے ہو، مارتے ہو تو ہم پردیس میں مارے مارے پھیریں گے، جب کہیں جگہ مل جائے گی اللہ کی عبادت کریں گے، اس موقع پر حضرت عمرؓ نے پہلی مرتبہ کہا کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے، حضرت عمرؓ تشریف لے گئے تو خاوند آ گئے اور بیوی نے کہا اگر تھوڑی دیر پہلے آ جاتے تو دیکھتے کہ عمر کتنا نرم تھا۔

خاوند نے کہا، کیا تیرا یہ خیال ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے گا؟ کہنے لگیں آج تو ایسا ہی معلوم ہوتا تھا، کہا کہ آل خطاب کا گدھا تو مسلمان ہوسکتا ہے لیکن عمر مسلمان نہیں ہوسکتا گویا ناممکن ہے کہ عمر بن خطاب مسلمان ہو جائے۔

حضور ﷺ کی دعا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اللہ نے دل کو پلٹا اور اسلام کی دولت عطا فرمائی۔

سمجھنے کی بات

ایک بات سمجھ لو، اگر بات دل میں بیٹھ جائے اگر استقامت کے ساتھ دعوت دی جائے تو ایسے ایسے فرعون مسلمان ہوں گے کہ تم تصور نہیں کر سکتے۔ کچھ

آدمیوں پر مشقتیں آتی ہیں وہ گزر گزرتے ہیں تو اللہ پاک ان کی دعاؤں پر زندگیوں کے رخ کو پھیر دیتے ہیں شرک وکفر سے ایمان کی طرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسلام کو شوکت دے عمر بن خطابؓ یا عمرو بن ہشام کے اسلام سے۔

ابوجہل کا اعلان

چنانچہ ایک موقع پر ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لائے گا تو اس کو ۱۰۰ اونٹ انعام میں دیے جائیں گے، عمر نے کہا: ضامن بنا! اس نے ضامن بنایا، عمر تلوار لے کر چل دیئے راستے میں وہی ملے جن کا تذکرہ ابھی کیا، پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ کہا آج ختم کرنے جا رہا ہوں، وہ تھے تو مسلمان ڈر گئے، کہنے لگے کہ بنی ہاشم سے کیسے مطمئن ہوگئے، اتنی بات کہنا تھی جوش میں آ گئے، کہا تو بھی بے دین معلوم ہوتا ہے، تلوار اٹھائی مارنے کا ارادہ کیا، انہوں نے کہا کہ اپنے گھر کی خبر لو کیا ہو رہا ہے؟ تیرے بہنوئی اور بہن مسلمان ہوگئے، دار ارقم کے بجائے حضرت سعید بن زید کی طرف مڑ گئے، وہاں تعلیم ہو رہی تھی، حضرت خبابؓ تعلیم کروا رہے تھے، قرآن سیکھا جا رہا تھا، دروازہ پر پہنچ کر آواز دی، حضرت خبابؓ چھپا دیئے گئے، قرآن کا ورق پڑا رہا، سعید سے پوچھا کہ کیوں بے دین ہوگئے اور یہ کہہ کر مارنے لگے بہن آگے آ گئیں اور کہا کہ اگر تیرا مذہب حق نہیں تو ہم کیا کریں، ہاں ہم مسلمان ہوگئے، جوش میں حضرت عمرؓ نے بہن کو بھی خوب پیٹا، خون میں لت پت ہوگئیں۔

حضرت عمرؓ کا اسلام ان کی بہن کی وجہ سے

حضرت عمرؓ کاتب تھے لکھنا جانتے تھے، پڑھنا بھی، ورق پر نظر پڑ گئی، اٹھانے لگے تو بہن نے کہا کہ عمر تو ناپاک ہے، غسل کرایا قرآن پڑھا تو کہنے لگے یہ تو بہت اچھی بات ہے، خبابؓ باہر آئے اور کہا: عمر مسلمان ہو جا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کل ہی دعا کی ہے تیرے لئے، اکثر روایات میں یہی ہے، ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اتنا پیٹا کہ میں سمجھا کہ میری بہن مر گئی پھر میں بستر پر جا کر لیٹ گیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میری بہن قرآن پڑھ رہی ہے، قرآن سنا اور اللہ نے میرے دل کو پلٹ دیا، حضرت عمرؓ کا اسلام تکلیفوں میں کچھ بندوں کا اللہ سے مانگنے کا نتیجہ ہے، کچھ آدمیوں کو تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، جب وہ تکلیفیں اٹھاتے ہیں جو بندگان خدا کو اللہ سے وابستہ کرنے کے لئے ہیں، اللہ کو ان کی مشقتوں کو برداشت پسند آ جاتی ہے تو ان کی دعاؤں پر حق کی طرف لوگوں کے دلوں کو پھیر دیتے ہیں۔

اسلام ملک و مال سے نہیں قربانی سے پھیلے گا

باطل مذہب چیزوں سے پھیلتے ہیں، حقانی مذہب چیزوں سے چلا نہیں کرتے، پیسے سے جو مذہب چلے گا وہ کبھی حق نہیں ہوگا، مذہب وہی ہے جو کچھ بندوں کی مشقتوں کے بعد قربانی کے بعد پھیلا ہے اصل کام یہ ہے کہ تبلیغ میں نکل کر اپنے آپ کو ایسا مسلمان بنانا کہ ہمارے اور دوسروں کے قلوب اللہ کی طرف پھر جائیں، دوسروں سے ہم نہیں منوائیں گے وہ تو جب اللہ دل پلٹیں گے، جب وہ قربانی دیں گے اور ان کے دلوں میں اضطراب پیدا ہوگا، دین دار بننے کے لئے بھی قربانی دینی پڑے گی۔

شیطانی گھاٹیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان آدمی کے اور اسلام کے درمیان بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو اسلام لایا تو یہ نقصان ہوگا، وہ نقصان ہوگا تیرا مال چھن جائے گا، جب آدمی مسلمان ہو جائے تو وہ مسلمان کے اور ہجرت کے درمیان بیٹھ جاتا ہے، اگر تو نے گھر چھوڑا تو تیرا سارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا، گھر کا نظام بگڑ جائے گا، آج جب ہم مسلمانوں سے گھر چھوڑنے کو کہتے ہیں تو شیطان کہتا ہے کہ تمہاری اقتصادیات فیل ہو جائیں گی، تمہاری زندگیوں کے مزے ختم ہو جائیں گے۔ فرمایا: جب آدمی ہجرت کر جائے تو شیطان مہاجر کے اور مجاہدہ کے درمیان بیٹھ جاتا ہے، ہماری تعلیم بھی تو مجاہدہ ہے، تعلیم کے اور ہجرت کے درمیان بیٹھ جاتا ہوگا، کتنے اعلان کرو کتنی ترغیب دو پھر بھی لوگ نہیں آتے، آدمی گھر چھوڑے ہوئے ہے مگر وہ کام نہیں کر رہا، جس کے لئے ہجرت کی ہے وہ جو مجاہدہ کا ایک نقشہ ہے تو شیطان بیٹھ جاتا ہے درمیان میں اور اس پر چلنے نہیں دیتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین منزلیں بتائیں ہیں، الحمد للہ پہلی گھاٹی سے ہم نکلے ہوئے ہیں مسلمان ہیں شرف ہے، مسلمان ہونے کے بعد کی شیطان کی جتنی چوکیاں ہیں، اس میں ہم سب ہیں، اپنی خواہشات کے نقشوں میں جو ہم بیٹھے ہوئے ہیں شیطان ہمارے درمیان بیٹھا ہوا ہے، شیاطین مسلمانوں کی ہجرت کے درمیان میں بیٹھے ہوئے ہیں جو ہمت کر کے اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکل جائے تو شیطان اس کو چھوڑے گا نہیں کیا پٹی پڑھاتا ہے، ابھی ناشتہ نہیں کیا ابھی یہ تکلیف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکل کر چوبیس گھنٹے کیا کرتے تھے؟ ان کا مقصد تھا: کفر و شرک ٹوٹے توحید کی جڑیں قائم ہوں، شیطان ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے کہ وہ نقشہ قائم ہی نہ ہو۔

اخلاص کی اس کام میں بہت اہمیت ہے

آگے اس کی کوشش ہوگی کر تھپکنے کی، تیرے کیا کہنے ایسا تو کوئی کام نہیں کر رہا جیسا تو کر رہا ہے تو تو شام میں، ترکی میں، مصر میں، شرق، اردن میں کودتا پھرتا ہے، اب آنا شروع ہوا کبر، تا کہ جو کچھ ہوا مجاہدہ کیا، ہجرت کی، اسلام میں داخل ہوا، نماز اچھی طرح

پڑھتا ہے، خدمت خوب خوب کرتا ہے، ہر اعتبار سے ان سب پر پانی پھیر دے تو تو اصولی مشورہ بھی کرتا ہے، ذکر بھی پابندی سے کرتا ہے، تہجد بھی پڑھتا ہے، پینترا بدل کر آئے گا، شکل بدل کر آئے گا، بھائی بالکل ٹھیک ہے تم نے بہت بڑا قدم اٹھایا تو تو ان سب سے اچھا کام کرتا ہے آدھی رات کو تہجد پڑھتا ہے، جب یہ سمجھے کہ میں اچھا ہوں یہیں سے جماعت بٹ گئی، ہر ایک کے دل میں حب جاہ، حب دنیا، ملک کا جذبہ بڑھ جائے گا، جب ہر شخص یہ کہے گا کہ میں سب سے بڑا ہوں، جہاں کام کرنے والوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے بڑا ہونے کا جذبہ آ گیا تو حب جاہ کی جڑ جم گئی، اقتدار کی تخم ریزی ہوگئی، شیطان چلاتے چلاتے ایسے راستے پر لے آتا ہے کہ چلے تھے دنیا چھوڑنے کے لئے اور موت آئی دنیا کی محبت پر، آخرت مطلوب و مقصود نہ رہی، یہ کسی مکان بنانے کی ترتیب میں مرا، قرض نہیں مل رہا تھا، سود لے کر قرض لیا اور مکان بناتے ہوئے مر گیا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کے راستہ میں نکلنے والے مجاہد کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں کہ کون ان کی رضا کے لئے جہد کرتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو روزہ رکھنے والا، رات کو عبادت کرنے والا، اللہ کے خوف کی وجہ سے اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والا رکوع سجدہ کرنے والا ہو۔

دین کی محنت کے انعامات
شیطان کے توڑ کے بعد ملتے ہیں

اسلام میں داخلہ یہاں تو شیطان کی چوکی نہیں ہے لیکن اسلام میں آجانے کے بعد شیطان کی جتنی چوکیاں ہیں وہاں شیطان کہے گا کہ تمہاری زندگی میں نقصان آئے گا، دین کی محنت کے جتنے انعام ہیں قرآن میں پڑھو، یہ انعام شیطان کے توڑ کے بعد ملتے ہیں:

”الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلاً واللہ واسع علیم“

ترجمہ:”شیطان ڈرا رہا ہے فقر سے اور اللہ خوشخبری دے رہے ہیں، ایمان پر مغفرت اور اپنے فضل کی اور جو دل پھٹ گئے ہیں، اسلام کی طرف موڑ کر اللہ تمہاری عداوت کو محبت میں بدل دیں گے۔ عزت کے بلندی کے۔“

عزت کے، بلندی کے، غنی کے جو اللہ کے وعدے ہیں وہ دین کی محنت پر ہیں، اللہ اس کی طرف متوجہ کر رہے ہیں اور شیطان دنیا کے بازاروں کی طرف متوجہ کر رہا ہے، ہم تو خوانچے والے ہیں خواہ لاکھوں روپے کما رہے ہوں اس سے زیادہ مسلمان کی حیثیت نہیں جب وہ کما کر کھائیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو محنت لے کر آئے، ہجرت اور نصرت دین جس محنت کا عنوان ہے اگر یہ عمل ہمارا خدا کے یہاں مقبول ہو جائے گا تو اللہ کے ہاں سے جو دروازے کھلیں گے، وہ تھوک کے ہوں گے، اس وقت تمہاری دعائیں قبول ہوں گی اور مسلمان کی زندگی کا رخ اللہ کی طرف پھر جائے گا۔

شیطان کی اولین کوشش تو یہی ہے کہ تم ہجرت اور نصرت دین اختیار نہ کرو اور جب تم ہمت کر کے نکلنے شروع ہو گئے تو اب وہ کوشش کرے گا کہ تمہاری اس محنت کے اثرات و کیفیات کو ضائع کر دے۔

اللہ کے راستے میں نکلنا
ہجرت کی نقل اتارنا ہے

تم جو اللہ کے راستے میں نکل رہے ہو تو ہجرت کی نقلیں اتار رہے ہو، ہجرت کی دو قسمیں ہیں (۱) ہجرت باتہ، (۲) ہجرت بادیہ۔ ہجرت باتہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کے لئے اپنی وطنیت کو چھوڑ کر مدینہ آ گئے، اور ان کا معاشرہ بدل گیا، ایسا وطنیت کا انتقال ہوا کہ دین کے لئے جب جہاں کے لئے کہا گیا اسی وقت نکل کھڑے ہوئے، کبھی حالات کو نہ دیکھا حکم کی تعمیل کی خواہ سامان ہوا یا نہ ہوا، کھانے کو ہوا یا نہ ہوا، ایک دفعہ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم اللہ کے راستے میں جا رہے ہیں کھانے کو کچھ نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے، اگر تم کہو تو میں کہیں سے لے کر تمہارے کھانے کا انتظام کر دوں اور اگر کہو تو تمہارے لئے قوت کی دعا کر دوں۔“ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم تو اللہ سے قوت چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے قوت کی دعا فرمائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا پورا سفر ہوا، اللہ نے ضعف سے محفوظ رکھا تو ہجرت باتہ یہ ہوئی کہ اپنا گھر چھوڑا ہے تو پوری زندگی کی ترتیب بدلنی پڑے گی۔

نیت کے بقدر ہجرت کے اثرات ہوتے ہیں

ہجرت کے اثرات نیتوں کے ساتھ ہوتے ہیں، اس میں نیت کا درست ہونا نہایت ضروری ہے، جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہوئی تو اس کی ہجرت دنیا کے لئے اور مال کے لئے کہی جائے گی، جو ہجرت اللہ اور اس کے رسول کو سامنے رکھ کر ہجرت کی اس کی ہجرت ہجرت ہے، تو صحابہ کرامؓ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو وطنیت کا انتقال ہوا، دین کے احیاء کو مدنظر رکھ کر اپنی ترتیب بدلی جہاں کہا چلے گئے، نہ جان کی پرواہ کی نہ مال کی پرواہ ہے۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن جحشؓ کو ایک پرچہ دیا اور فرمایا کہ فلاں جگہ پہنچے بغیر اس کو نہ پڑھنا، کچھ پتا نہیں کیا لکھا ہے اور کہاں جانا ہے چار پانچ روز بعد اس جگہ پہنچ پرچہ پڑھا فرمایا: ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ سنوں گا اور مانوں گا، لکھا

تھا، فلاں جگہ جاؤ، طائف اور مکہ کے درمیان پڑ جاؤ اور دیکھنا! تیرے ذمہ ہے کہ ساتھیوں پر جبر نہ کر، ساتھی اگر کوئی ساتھ نہ جائے تو اکیلا چلا جائے، فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں لکھا ہے سب تیار ہوگئے، وہاں چلے گئے، کچھ لوگ آرہے تھے، لڑائی ہوئی قتال ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے کہ میں نے قتال کے لئے تھوڑی بھیجا تھا، اب صحابہ کرامؓ کی حمایت میں آیتیں نازل ہوئیں:

"یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر وصد عن سبیل الله وکفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اکبر عندالله والفتنة اکبر من القتل ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا ومن یرتدد منکم عن دینه فیمت وهو کافر فاؤلٰئک اصحاب النار هم فیها خالدون۔"

اب صحابہ کرامؓ کو ڈر یہ ہے کہ ہمیں اس محنت کا ثواب ملے گا یا نہیں اللہ پاک نے فرمایا: ملے گا ضرور ملے گا۔ اصل گناہ تو لوگوں کو اسلام سے روکنا اور وہاں سے نکالنا ہے۔

ہجرت بادیہ کے ساتھ دین کی حیات وابستہ ہے

دوسری ہجرت ہجرت بادیہ ہے، گاؤدیوں کی ہجرت، گھٹیا درجہ کی ہجرت کہ اپنی وطنیت کو منتقل نہ کرنا لیکن جس وقت کہا جائے جب تمہیں نکالا جائے تو تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکل کھڑے ہو، فرق وطنیت اور وطنیت کے منتقل نہ کرنے کا ہے اب بھی اس ہجرت کے ساتھ دین کی حیات وابستہ ہے۔

اب جو تم باہر نکل رہے ہو تو یہ ہجرت بادیہ ہے، ہجرت سے ہجرت کا دروازہ کھلے گا، ہماری ہجرت کے بعد اگر یہ صحیح ہے تو رحمت کے دروازے کھلیں گے، ایک ہجرت کا دروازہ یہ ہے کہ لوگ معاصی کو چھوڑ کر طاعت کی طرف، یہودیت اور مجوسیت کو چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر آجائیں، غفلت کو چھوڑ کر ذکر پر آجائیں اور کفر کو چھوڑ کر اسلام پر آجائیں، ہجرت سے ہجرت کا دروازہ کھلتا ہے، اگر تمہاری محنت اتنی بڑھیا ہے کہ خدا کو پسند آگئی تو لوگ کفر کو چھوڑ کر اسلام پر آئیں گے، کفار حکومتیں، مشرک حکومتیں اگر تمہاری ہجرت کمال کو پہنچے گی تو یہ بھی اسلام کی طرف آئیں گی، یہ گاؤدی ہجرت ہے چاہے چھ مہینے لگاؤ پھر بھی ثانی ہے، اکمل واعلیٰ جب بنے گی، جب تم بیٹھ کر یہ سوچو گے کہ کچھ آدمی فلاں علاقہ میں مستقل ڈال دیئے جائیں، کچھ فلاں علاقہ میں تو ہجرت تامہ بھی ہو سکتی ہے، ترتیب بدل کر چلنا تو ابھی آتا نہیں، ہجرت بادیہ کے لئے بھی کسی سے کیا کہیں؟ حال تو یہ ہے کہ کانٹا چبھے پر رک جائیں، پیٹ کے درد پر رک جائیں، صحابہ کرامؓ نزع کی حالت میں چھوڑ کر نکلے ہیں، ہاتھ کٹ گیا، رک نہیں گئے، بلکہ اسے پاؤں سے پکڑ کر الگ کر دیا، احد میں صحابہ کرامؓ تیروں کو اپنی کمروں پر لے رہے ہیں، طلحہؓ تیروں کو اپنے سینہ پر لیتے ہیں، احد سے فراغت پر دیکھا گیا ان کے ستر زخم تھے، ایک صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہیں، سارے تیروں کو اپنی کمر پر لے رہے ہیں، کچھ آدمیوں کو ایسا بننا ہوگا کہ دین کے تحفظ کے لئے ان کا وہ قدم اٹھ رہا ہو جوان کے لئے اس وقت ضروری ہے نہ ان کو سردی روکے نہ گرمی، نہ بھوک وپیاس اور نہ مال واولاد کی محبت، پھر اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں پر جو وہ قربانیاں دے کر مانگیں گے بڑی بڑی ناممکنات کو منوا کر دکھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا محبوب راستہ دین کی محنت کے لئے نکلنا ہے

اللہ کے راستہ میں جان ومال کو لے کر نکلنا اللہ کو بہت پسند ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے افضل شخص کون ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص ہے جو اللہ کے راستے میں جہد کرتا ہو" حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ اپنی مجلس میں فرمایا: سب سے افضل کون ہے؟ کسی نے کہا: بہت نمازیں پڑھنے والا، کسی نے کہا بہت غلام آزاد کرنے والا، کسی نے کہا بہت روزہ رکھنے والا، کسی نے کہا بہت صدقہ خیرات دینے والا اور کسی نے کہا کہ خود امیر المومنین۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں تمہیں بتاؤں اللہ کے نزدیک افضل کون ہے، فرمایا: وہ جو اپنے اونٹ پر مشکیزہ باندھ کر اللہ کے راستے میں جان دینے کے لئے پھرتا ہے، اس کو اس بات کا اندیشہ نہیں کہ کوئی اس کو مار دے گا، نہ کھانے کی ترتیب، نہ حفاظت کی ترتیب، یہ آدمی ان سب سے افضل ہے اور یہ آدمی عمر بن خطابؓ سے بھی افضل ہے۔

ایک آدمی حضرت عمرؓ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اللہ کے راستے میں جانا چاہتا ہوں، یرفع سے کہا کہ اسے بیت المال میں پہنچادے، حضرت عمرؓ اس آدمی کا ذوق دیکھنا چاہتے تھے وہ بیت المال میں لے آیا تو سونے چاندی کو دیکھ کر کہنے لگا کہ: اے اللہ! عمرؓ پر رحم فرما کہ جو آدمی مرنا چاہتا ہو اس کو سونے، چاندی سے کیا کام، مجھے تو ایک اونٹ چاہئے اور کچھ پانی، یرفع نے آکر عرض کیا کہ یوں کہتا ہے: فرمایا: بلاؤ اور پھر خود اونٹ کھول کر لائے لاٹھی اپنے ہاتھ سے رکھی، مشکیزہ اپنے ہاتھ سے لٹکایا، تلوار لٹکائی فرمایا: اللہ کا نام لے کر تشریف لے جایئے، ایک علاقے کی طرف روانہ فرمایا، اس نے دعائیں مانگیں اور اس علاقے کی طرف چل دیئے، پیچھے پیچھے حضرت عمرؓ چل رہے ہیں، محض اس لئے کہ کسی وقت یہ اپنی دعاؤں کو ختم کر لے تو پھر میرے لئے بھی دعا کرے، آخر میں دعائیں مانگتے ہوئے اس نے کہا کہ اے اللہ! اس عمرؓ کو بھی

مغفرت فرما، حضرت عمرؓ باغ باغ ہوگئے، حضرت عمرؓ نے پرکھ لیا تھا کہ اس وقت اس کی دعائیں قبول ہیں۔ اسی طرح ایک عورت شعر پڑھ رہی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں، حضرت عمرؓ بہت دیر تک روتے رہے، پھر عرض کی اے بڑی بی! اپنی دعا میں مجھے بھی شامل کرلو اس نے ایک شعر اور شامل کرلیا کہ اے اللہ! عمرؓ کی مغفرت فرما۔

صحابہؓ کی قربانیوں پر ملکوں کے نقشے پلٹے

تو میرے دوستو! ایک قربانی دیتے دیتے صحابہؓ کی حالت اس سطح پر پہنچ گئی تھی کہ ان کی قربانیوں پر اور دعاؤں پر ملکوں کے نقشے پلٹ گئے، قوموں کی قومیں اسلام میں داخل ہوئیں۔

اللہ کے راستے میں کیوں جارہے ہیں

اب اللہ کے راستے میں جارہے ہو، آج مسلمانوں کا سارا پیسہ باطل پر خرچ ہورہا ہے، آج ظلم ہورہا ہے، انصاف نہیں ہورہا، انصاف کیا تھا، عمر بن خطابؓ نے، صحابہ کرامؓ نے، دین کی خاطر بھوکے رہے تھے، دین کی خاطر پٹتے تھے، ان کو معلوم تھا کہ تکلیف کیسی ہوتی ہے، اس لئے بوریہ پر انصاف کیا کرتے تھے، اور یہاں ایک ایک کروڑ کی بلڈنگ بناتے ہیں انصاف کرنے کے لئے، پہلا ظلم تو یہی ہے کہ انصاف کرنے والے صاحبزادے موٹر میں جارہے ہیں تاکہ گرد نہ لگے (ایئر کنڈیشن کمروں میں بیٹھے ہیں) اسلام کی زندگی سراسر مجاہدوں کی زندگی ہے، تعیش کی زندگی نہیں ہے، اس زندگی کو سیکھنے کے لئے اللہ کے راستہ میں جارہے ہو، جہاں بھی جاؤ لوگوں کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرو اور ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ نہ کرو، خوشخبریاں سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ، گناہوں پر ایسا مت ڈراؤ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوکر دین سے دور ہوجائیں۔

چار چیزوں میں اپنے وقت کو گزارنا ہے

شیطان کی دوسری کوشش یہ ہے کہ تمہیں محنت میں ناقص کرے، اس کی کوششوں کا توڑ یہ ہے کہ چند باتوں کو قابو میں رکھو، مضبوطی سے پکڑلو جس طرح نماز میں چار چیزیں ہیں، یعنی قیام میں ہو، رکوع میں ہو، سجدہ میں، قعدہ میں ہو، یعنی انہی کی طرف آتے جاتے ہو، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دعوت، تعلیم، نماز، اللہ کا ذکر یہ چاروں ہیں اصل، ان کی دو دو صورتیں ہیں اجتماعی وانفرادی، یا باہم اجتماعی طور ان چاروں میں ہیں، اگر اجتماعی طور پر نہ ہوں تو انفرادی طور پر ہم ان میں ہیں۔

دعوت میں چار چیزیں

دعوت کا انتظام اجتماعی بھی چلے گا انفرادی بھی، گشت، خصوصی بھی، عمومی بھی، انفرادی دعوت بھی ہے

داخلے جاری ہیں

جامعہ عربیہ اشاعت الاسلام

داخلے جاری ہیں

بنین وبنات کے داخلے

16/شوال 1429ھ مطابق 16/اکتوبر 2008ء سے شروع ہورہے ہیں۔

درجۂ حفظ وگردان والے طلبا نیز تجوید کا ایک سالہ کورس کرنے والے طلبا فوراً رابطہ کریں۔

حفظ قرآن کے ساتھ اسکول وکمپیوٹر کی تعلیم مفت

شعبۂ بنات میں حفظ قرآن کرنے والی نیز عالمہ کورس کرنے والی طالبات کے لئے مفت داخلہ کی سہولت

ٹرانسپورٹ کا انتظام ہے جلد رابطہ کیجئے صبح 10 تا دوپہر 2 بجے

نیز ایک عالمہ، ایک نگران اور ایک ڈرائیور کی ضرورت ہے

جامعہ عربیہ اشاعت الاسلام بلاک "ڈی" احباب صادق گراؤنڈ، نارتھ ناظم آباد کراچی

نزد حیدری بس اسٹاپ، بس روٹ: 2K, 4K, 4 ویگن روٹ: W9، فون: 021-6631427، موبائل: 0300-2629631

کہ جب امیر کسی اجتماعی عمل سے چھٹی دیدے تو چھٹی کا مطلب یہ نہیں کہ جس طرح اسکول کے بچے کو چھٹی مل جاتی ہے، اب ساتھی آرام کر رہے ہیں، تم جاگ رہے ہو، ایک آدمی مسجد میں آیا، اس کو دعوت دو، اس کا اکرام کرو، کام سمجھاؤ، کفر کی زندگی پیٹ سے بھرتی ہے اور ہماری زندگی دل سے، چھ گھنٹے سونے کے دو گھنٹے کھانے پینے کے لئے نکال کر سولہ گھنٹے اس کام کے بچھے، سولہ گھنٹے ہم اس کام میں لگے ہوئے ہوں، ایمان کی بات سننے سے ایمان میں قوت آتی ہے، جب ہم یہ سمجھیں گے کہ آسمان والا یقین ہمیں مل گیا تو جب دعوت دی جائے گی تو ہم سوئیں گے چاہے کتنا کہتے چلے جائیں، جو کچھ کہا جا رہا ہے سمجھیں ہمارے لئے کہا جا رہا ہے اور تانیا یہ کہ ہم محنت اس لئے کر رہے ہیں کہ اگر ہماری محنت اللہ کو پسند آ جائے گی تو اللہ اوروں کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے گا، جماعت والے ڈرتے رہیں کہ کہیں منافقت ان کے اعمال میں نہ آ جائے۔ صحابہ کرامؓ ہمیشہ اپنے اعمال سے ڈرتے تھے کہ کہیں منافقت پیدا نہ ہو جائے۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ”خدا کی قسم! یہ تو بتا دو کہ میں منافقوں میں سے تو نہیں ہوں؟“ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا نہیں تم نہیں ہو۔ حضرت عمرؓ انتقال کے وقت انتہائی زخمی تھے۔ بے ہوش تھے کسی نے کہا: ”الصلاۃ امیر المؤمنین“ آنکھیں کھول کر فرمایا: ”اس دین میں کوئی خیر نہیں، جس میں نماز نہیں“ ابن عمرؓ سے فرمایا میرا سر زمین پر ڈال دے، انہوں نے پنڈلی پر رکھ لیا تو ڈانٹا زمین پر ڈال دے، رو رہے تھے اور فرماتے تھے کہ ساری دنیا اے عمر تیرے پاس ہو اور اللہ اس بات پر راضی ہوں کہ میرے سے فدیہ لے لیں اور میری مغفرت فرما دیں تو میں اس پر تیار ہوں۔

عبد اللہ بن عباسؓ تسکین دے رہے ہیں: ”اے عمر تمہاری مغفرت ہوگی اور تم جنت میں جاؤ گے“ فرمایا: ابن عباسؓ میں امیر المؤمنین بن گیا تھا پھر بھی تم میری تعریف کرتے ہو، کیا خدا کے سامنے کہہ دو گے؟ کہا: ہاں! فرمایا کہ کل قیامت میں اللہ نے پوچھا تو کہہ دوں گا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی کیا کہتا ہے میں اس کا حسن ظن لے کر آیا ہوں۔ تو میرے بھائیو! جو انسان بھی ایمان کی بات کرتا ہو سب بیٹھ کر سکون سے سنیں اور اگر خود بیان کرو تو اپنے یقین آنے کی نیت کر لو۔

خصوصی وعمومی گشتوں کے ذریعہ اللہ کی طرف بلانا

خصوصی گشتوں اور عمومی گشتوں میں جس جگہ آپ جا رہے ہیں۔ اللہ کی طرف بلانے کے لئے جا رہے ہیں، سب سے پہلا مسئلہ اپنا ہے، اللہ کی طرف بلا رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ خود اپنا دل غیر اللہ کی طرف پھر رہا ہو، اس واسطے چھانٹ چھانٹ کر غریبوں کے پاس جاؤ، عمومی گشت عوام کے اندر، خصوصی گشت میں جو علماء کرام، مشائخ عظام اور دنیا کے لحاظ سے بڑوں میں ہوگا، بہت ہی احتیاط سے جائیں، تین آدمی، ایک متکلم، آپ اس طرح جائیں کہ جس بڑے کے پاس جا رہے ہیں نہ اس کی بڑائی کا یقین ہو نہ اس کے گھر کا، نیچے نگاہ رہے اس کے نقشوں پر نہ پڑے، نقشہ دل میں نہ آئے، بیوی بچوں پر نگاہ نہ پڑے، نیچی نگاہ ہو مکھی کی مثال: ”وہ جو مسلمان نقشوں پر ہے وہ تو بے شہد اور جو اس کے اطراف میں ہے وہ شہد کی مکھیاں ہیں“ نیچی نگاہ، موت کا تصور، اللہ کا دھیان، اللہ کا ذکر، متکلم کی طرف توجہ، دونوں طرح کے گشتوں میں دھیان لگا اللہ کی طرف اور دل کے یقین سے یہ دعا مانگنا کہ خدا کرے وہ دن آئے کہ ہمارے دل سے دنیا کا نقشہ اور چیزوں کا تاثر نکل جائے، ہمیں ایسا آتا نہیں سیکھنے کے واسطے جا رہے ہیں، اندر کی کیفیت ہر ایک خود ہی اپنی اپنی دیکھے، اگر چیزوں کا تاثر پڑا ہے تو اللہ سے ڈرے اور اللہ سے مانگے کہ اے اللہ! اپنی ذات عالی سے ہونے کا یقین عطا فرما دیں۔ خصوصی گشت میں مطالبہ علماء سے یہ ہوگا کہ زیارت کے لئے آئے ہیں، دعائیں کرانے کے لئے آئے ہیں۔ حسب موقع کہیں گے کہ اپنے شاگردوں کو ساتھ لگا دیں، اکابر ہوں یا مشائخ یہ نہ کہو کہ دین مٹ رہا ہے، چلو چار مہینے کے لئے، کہیں خالی زیارت ہے، کہیں دعاؤں کے لئے عرض کرنا ہے، ہم ضعیف ہیں خود ہماری بات میں کمزوری ہے، دعائیں مانگو کہ اے اللہ! یہ زیارت سبب بن جائے، ان کے دین کی دعوت کی طرف آنے کا، تمہاری سرپرستی کا، جہاں دیکھو کہ کارگزاری سے رغبت ہوتی ہے تو سنا دو جہاں رغبت نہ ہو وہاں سنانا معتبر نہیں۔ (جاری ہے)

تعمیر مرکز و مسجد ختم نبوت اٹک

☆: عطیہ اراضی مسجد ختم نبوت سردار امجد خان صاحب۔
☆: ہال مسجد ختم نبوت، صحن مسجد، جائے وضو تقریباً مکمل ہیں۔
☆: تعمیر میں عطیات دینے والے خوش نصیب حضرات کے لئے دعا گو ہیں۔

رابطہ کیلئے: مولانا قاضی محمد ابراہیم الحسینی
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، فاروق اعظم کالونی گلی نمبر 14/5 اٹک
موبائل: 0300-5380055

International Weekly Khatm-e-Nubuwwat Karachi Regd # ss-16º

اسلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی — ختم نبوت زندہ باد

27 ویں دوروزہ

سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

زیر صدارت

حضرت مولانا مخدوم المشائخ قطب الاقطاب خواجہ خواجگان خواجہ

خان محمد صاحب

دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ

مہمان خصوصی

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر

عبدالرزاق اسکندر صاحب

دامت برکاتہم

نائب امیر مرکزیہ

عنوانات

توحیدِ باری تعالیٰ	سیرۃ خاتم الانبیاءؐ	مسئلہ ختمِ نبوۃ
حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام	عظمت صحابہ و اہلِ بیت	اتحادِ اُمت

بتاریخ

30 ، 31 اکتوبر 2008

جمعرات ۔ جمعۃ المبارک

اور ردِ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

ملتان 061-4514122 چناب نگر 047-6212611